SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, December 08, 2003

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirteen minutes past six in the evening with Mr. Chairman (Mr .Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذبالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

فاذا مس الانسان ضردعانا ثمه اذا خولنه نعمته منا قال انما اوتیته علی علم بل هی فتنته و لکن اکثر هم لا یعلمون- قد قالها الذین من قبلهم فما اغنی عنهم ما کانوا یکسبون - فاصا بهم سیات ما کسبوا والذین ظلموا من هولاء سیصیبهم سیات ما کسبوا و ما هم بمعجزین-

(ترجمہ) جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے - پھر جب ہم اس کو اپنی طرف سے نعمت بخشتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھے (میرے) علم (و دانش) کے سبب ملی ہے (نہیں) بلکہ وہ آزمائش ہے مگر ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی یہی کہا کرتے تھے تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ان کے کچھ کام بھی نہ آیا۔ ان پر ان کے

اعمال کے وبال پڑ گئے۔ اور جو لوگ ان میں سے ظلم کرتے رہے ہیں ان پر ان کے عملوں کے وبال عنقریب پڑیں گے اور وہ (خدا کو) عاجز نہیں کر سکتے۔

(سورتہ الزمر۔ آیات نمبر 49 تا 51)

(اس موقع پر کافی معزز اراکین پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو گئے)

جناب چیئرمین: السلام علیکم مسز روشن خورشید باروچہ۔

Points of Order

Re: Kindnap of four female workers in Balochistan.

Mrs. Roshan Khursheed Bharucha: Sir, I would like to raise the point of order. Thank you for giving me the floor. Sir, I would like to say that on 6th December ہماری چار عورتیں بلوچستان میں ransom کے لئے kidnap کی گئیں۔ they were coming from Mustoong وہ عورتیں مستونگ میں Family Planning Association of Pakistan کے ایک project میں ایک noble کام کر رہی ہیں۔ جب وہ چار بجے اپنے گھروں کو نہ لوٹیں تو ان کے بارے میں انکوائری کی گئی، مگر ان عورتوں کا کوئی پتا نہ چلا۔ ان میں ایک بچہ بھی ہے۔ ڈرائیور سمیت یہ چھ ہیں۔ صبح کے وقت انہیں mobile پر ایک فون آیا کہ آپ ہمیں two million rupees دیں۔ ہم اس بارے میں اس department کے administrator کو بتا چکے ہیں۔ I know that they are working very hard. لیکن ابھی تک ان کے بارے میں کوئی پتا نہیں چل سکا کہ کیا پوزیشن ہے۔ وہ عورتیں ابھی تک ان کے پاس hostage ہیں۔ انہوں نے warning دی تھی کہ دو بجے تک ان کو پیسے دے دیئے جائیں otherwise they will kill them دو بجے تک کوئی بندوبست نہ ہو سکا کیونکہ sunday تھا۔ ان سے اجازت لی گئی کہ ہمیں کچھ وقت دیا جائے۔ آج انہوں نے دوبارہ چار بجے فون کیا ہے کہ ہمیں صبح تک دس لاکھ روپیہ مل جانا چاہئیے اور کل شام تک مزید دس لاکھ یعنی بیس لاکھ اور اگر یہ پیسہ نہ ملا تو ہم ان عورتوں کو مار ڈالیں گے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ I feel that honourable House should

کیونکہ نہ صرف بلوچستان بلکہ پورے پاکستان میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ condemn this عورتوں کو اغوا کیا جائے ۔ I feel it is very sad کہ ایک طرف ہم عورتوں کی ترقی کی بات کر رہے ہیں اور دوسری طرف عورتوں کے ساتھ اتنا ظلم ہو رہا ہے so I would like the honourable House to condemn it because this really is very sad happening with the ladies who are doing such a noble work. They are working on "Girl Child"Programme. "The Girl Child" ایسا programme ہے جو غریب بچیوں کے لئے ہے۔ rural areas میں ہم کام کرتے ہیں اور افسوس کی بات ہے کہ اس کا result یہ نکل رہا ہے۔ I would never blame the administration. I know کہ administration میں ہر ایک نے اس میں بہت زیادہ interest لیا ہے۔ but we would like کہ آپ اس پر please کچھ غور کریں تا کہ یہ نہ ہو کہ بچیوں کے ساتھ کوئی ظلم کیا جائے because اس میں ایک بچی صرف سترہ سال کی ہے، دوسری اٹھائیس سال اور ایک انیس سال کی ہے۔ they are young girls. ایک ڈرائیور بھی ان کے ساتھ ہے۔ گاڑی بھی ان کے پاس ہے۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے please I would like to draw everybody's attention to it ہمارے اپوزیشن کے جو honourable بھائی ہیں میں ان سے بھی کہتی ہوں کہ یہ ایسا وقت ہے کہ ہمیں ایک بن کے اس کے لئے fight کرنا چاہیئے کیونکہ بلوچستان میں ransom کے لئے تو یہ بات routine بن چکی ہے۔ دو سال پہلے ہمارے ایک پارسی ساتھی Mr. Aabdan کو بھی kidnap کیا گیا تھا جس کا آج تک ہمیں پتا نہیں چلا کہ وہ کہاں ہیں ؟ ہم ہر طرف، ہر دروازے کو کھٹکھٹاتے رہے مگر اس کا جواب آج تک نہیں ملا۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے۔ please اس پر غور کیا جائے۔ ہم اپوزیشن کے بھائیوں سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ عورتوں کے معاملے کے لئے ایک بن کے we should fight for it. Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Mrs. Fauzia Fakhar-uz-Zaman Khan.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: فوزیہ صاحبہ کو بات کر لینے دیں ۔ پھر آپ کی باری بھی آتی ہے ۔ ایک منٹ ، آپ کی بھی باری آئے گی۔

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: please خواتین کا معاملہ ہے ۔ ہمیں بولنے دیا جائے۔وہ آپ کی مائیں بھی ہیں، بہنیں بھی ہیں، بیٹیاں بھی ہیں۔ please مسٹر چیئرمین، مجھے بولنے دیا جائے----

جناب چیئرمین: نہیں، وہ خاتون ہیں ---

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: مسٹر چیئرمین please مجھے بولنے دیا جائے ۔ یہ خواتین کامعاملہ ہے----

جناب چیئرمین: پہلے ایک بات کرے پھر ان کو بھی فلور دیتے ہیں۔

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: میں زیادہ تر چپ رہتی ہوں کیونکہ عقلمند لوگوں کو سننا مجھے بہت پسند ہے ۔ اس حکومت کو پورا ایک سال ہو چکا ہے لیکن ابھی تک خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آ سکے۔ اس میں بڑی وجہ تو اپوزیشن کا عدم تعاون ہے ۔خدا کا شکر ہے کہ اب ----
---

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ بھی دو منٹ لے لیجئے گا۔ انہیں بات تو کرنے دیجئے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جناب انہیں بات کر لینے دیجئے ۔

(مداخلت)

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: بس ختم ہو رہا ہے ۔ آپ سنیں تو سہی۔

(مداخلت)

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: خدا کا شکر ہے کہ اب زیادہ تر ممبران وطن عزیز--

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ اس کے بعد بولیں - میں کب کہہ رہا ہوں کہ نہ بولیں۔

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: ایک منٹ، میں جلدی ختم کر دوں گی - میں آپ کے مقصد کی بات کر رہی ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ نے بولنا ہے تو جلدی بولیں۔ نہیں تو پھر میں ان کو موقع دوں۔ جو کہنا ہے جلدی کہیں۔تا کہ پھر میں ادھر موقع دوں۔

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: میں پھر بیٹھ جاؤں۔

جناب چیئرمین: آپ نے کچھ کہنا ہے تو جلدی کہہ دیں۔

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: خدا کا شکر ہے کہ اب زیادہ تر ممبران وطن عزیز کی بہتری کے لیے راہ راست پر آ رہے ہیں۔اس عرصے میں پرویز مشرف صاحب کا صبر اور جمالی صاحب کی عاجزی دیکھ کر تقریباً ساری قوم اکتا چکی ہے - دیکھا جائے تو دونوں ہی بڑے خلوص کے ساتھ اپنے ملک کے لیے تگ و دو میں مصروف ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ان کو بول لینے دیجئے۔ میں ناں تو نہیں کر رہا ہوں -بات کر لینے دیں۔

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے ----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ تقریر پڑھ نہیں سکتیں۔ فوزیہ صاحبہ تقریر پڑھ نہیں سکتے۔

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: شوکت عزیز صاحب کی محنت سے ہماری معیشت بہت بہتر ہوئی ہے - نظام تعلیم ----

جناب چیئرمین: فوزیہ صاحبہ آپ تقریر پڑھ نہیں سکتیں۔ تقریر پڑھ نہیں سکتے۔

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: کرپشن کے خلاف جنگ جاری ہے۔زراعت میں ترقی ہوئی ہے اور آئندہ پانی کی قلت کا جو خوف ہمارے دماغوں پر مسلط ہے، اس کے لیے بھی جگہ جگہ ڈیم

بنانے کی کاوشیں ہو رہی ہیں۔ یقین جانیئے ' اگر یہ ڈیم بروقت نہ بنے تو ملک ایسے قحط سے دوچار ہو گا جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: اس کے بعد آپ کی باری۔

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: غرض یہ کہ ہر محکمے کو بہتر بنایا جا رہا ہے---

(مداخلت)

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: بس ذرا سا وقت درکار ہے ۔ خارجہ پالیسی کے متعلق چند لوگوں کو اعتراض ہے کہ دشمنوں سے دوستی کا ہاتھ کیوں بڑھا رہے ہیں----

جناب چیئرمین: میں نے کہا ہے کہ نہیں پڑھ سکتی ہیں۔ وہ بول رہی ہیں۔ اچھا آپ بولیں ۔فوزیہ صاحبہ----

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: خدا اس ملک کو جنگ سے بچائے کیونکہ ایک جنگ ملک کو سو سال پیچھے دھکیل دیتی ہے ۔ قیمتی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے اور آئندہ آنے والی نسلیں تاسف کر کے آہیں بھرتی ہیں۔

جناب چیئرمین ۔اسفند یار ولی صاحب۔

جناب اسفند یار ولی۔ جناب چیئرمین' اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ اب اگر ہم رونا روئیں تو پھر بھی کوئی بات ہے' اب جب گورنمنٹ side سے رونا رو رہے ہیں تو ہم آگے کیا کریں ۔ جناب چیئرمین ' اگر گورنمنٹ کی policies اور governance کی condemnation Government benches سے خود ہوتی ہے تو ایسی بڑی تائید ہم لوگوں کے لئے دوسری کہاں۔ آج ruling party خود اٹھ کر کہہ رہی ہے کہ law and order situation خراب ہے ۔ ruling party خود اٹھ کر کہہ رہی ہے کہ چار لڑکیاں اغوا ہوگئی ہیں اور کہتی ہے کہ اپوزیشن ہمارے ساتھ cooperate کرے۔ اس پر جتنے strong الفاظ میں یہ condemn کرنا چاہیں ، ہم ان کے ساتھ ہیں ۔ ہم تو اس issue پر walk out کرنے کو تیار ہیں' ان میں اگر ہمت ہے تو ہمارے ساتھ باہر نکلیں۔

(مداخلت)۔

جناب اسفند یار ولی۔ آپ کی باری آجائے گی۔ آپ بعد میں بول لیں۔

جناب چیئرمین۔ (خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے) آپ اسفند یار ولی صاحب کو بول لینے دیں۔ ان کے بعد آپ کی باری آجائے گی۔

Mian Raza Rabbani: Sir, you have given me the floor.

Mr. Chairman: Please sit down. They will also sit down. But you yourself started. I may tell you, let them speak. When they finish, your turn will come, when you finish, their turn will come. Let us not talk one thing.

Mian Raza Rabbani: You have not been able to put the House in order.

Mr. Chairman: What do you want me to do? You yourself defy also, what are you telling me?

Mian Raza Rabbani: You are the presiding officer.

Mr. Chairman: Then listen to me and sit down.

Mian Raza Rabbani: Why should I sit down?

Mr. Chairman: It was somebody speaking from your side, when somebody is speaking, please let him speak.

جناب اسفندیار ولی۔ جناب چیئرمین، آج اس ملک میں ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ parliament is being made subservient، پارلیمنٹ کو ایک فرد واحد کی مرضی کے مطابق چلنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

(Interruption).

جناب اسفند یار ولی۔ جناب چیئرمین، میں نے ابھی شروع ہی کیا ہے، ابھی بڑی لمبی کہانی ہے۔ میں نے صرف شروعات کی ہے۔

(Interruption)

Re: Pakistanis imprisoned in Afghanistan

جناب اسفند یار ولی۔ جناب چیئرمین، عورتوں کے بارے میں، میں نے انہیں کہا ہے کہ اگر ان میں ہمت ہے تو خود اٹھیں walk out کریں ہم ان کے ساتھ walk out کرنے کو تیار ہیں، وہ خود نکلنے کو تیار نہیں، ہمیں طعنے دے رہی ہیں۔

جناب چیئرمین، میں آپ کی توجہ ایک اور مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میری خواہش تھی کہ ہمارے وزیر خارجہ یہاں بیٹھے ہوتے، وہ یہاں نہیں ہیں۔ میں آپ کی اور پریس کے ساتھیوں کی توجہ ایک اور مسئلے کی طرف دلانا چاہوں گا۔ ہم اے این پی کا ایک جرگہ لے کر کابل گئے۔ ہمارا مقصد وہاں جو پاکستانی قیدی ہیں ان کی رہائی تھا۔ وہاں We met Hamid Karzai, we met Abdullah Abdullah, we met their interior minister Jalali اور ان سے ہم نے درخواست کی کہ یہ جرگہ آگیا ہے، جرگے کو کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔ انہوں نے اس جرگے کی وساطت سے agree کیا کہ پچاس قیدی وہ چھوڑ دیں گے۔ جن میں سے تیس قیدی کابل جیل میں تھے اور 20 قیدی شبرغان میں تھے۔ ہمیں کہا گیا کہ آپ کل Interior Ministry آئیں اور وہاں ان قیدیوں کو ہم آپ کے حوالے کر دیں گے۔ افسوس کی بات ہے جناب چیئرمین! کہ جب ہم Interior Ministry پہنچے تو پاکستان کی Embassay کے افراد نے صاف انہیں کہا کہ اگر ان قیدیوں کو آپ ان لوگوں کے حوالے کرتے ہو تو we are not prepared to accept these people in Pakistan میں نے انہیں صاف کہا کہ ہم یہاں سیاسی دکان چمکانے نہیں آئے بلکہ ہم یہاں ایک انسانی مسئلے کے لئے آئے ہیں۔ اگر پاکستان کے سفارتخانے کو یہ اعتراض ہے کہ آپ یہ قیدی ہمارے حوالے نہ کریں تو ہم یہاں سے نکل جاتے ہیں اور یہ قیدی آپ پاکستان کے سفارتخانے کے حوالے کر دیں۔ ہم وہاں سے نکلے۔ انہوں نے قیدی پاکستان کے سفارتخانے کے حوالے کئے لیکن جو

بات میں آج یہاں کہنا چاہتا ہوں وسیم سجاد صاحب سے میری request ہو گی کہ وہ میرا ایک نکتہ لیں کہ وہاں تمام ذمہ دار افراد۔ جن کے نام میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں، ان سب نے کہا کہ تین مہینے ہوئے کہ ہم نے حکومت پاکستان سے کہا تھا کہ تم اپنے قیدی واپس لے جاؤ، ہم ان کی screening نہیں کر سکتے ، حکومت پاکستان خود بیٹھ کر ان لوگوں کی screening کرے اور جن لوگوں کو وہ چھوڑنا چاہیں ، وہ چھوڑ دیں اور جن لوگوں کو وہ نہ چھوڑنا چاہیں، وہ نہ چھوڑیں۔ آج تک کوئی positve response government side سے نہیں آیا۔ جناب چیئرمین! وہ قیدی پاکستان کے شہری ہیں، حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ انہیں واپس لے۔میں آج آپ کی وساطت سے یہ کہہ دینا چاہتا ہوں آج حکومت پاکستان سے، حکومت پاکستان کہے کہ ہم ان قیدیوں کو accept کرنے کے لئے تیار ہیں تو I will take the responsibility of bringing all those prisoners back to Pakistan جناب چیئرمین ! یہ آج چار قیدیوں کی بات کر رہے ہیں، ہم ہزاروں کی بات کر رہے ہیں، پاکستان کے ان شہریوں کی جو وہاں جا کر قید ہوئے ہیں۔ حکومت افغانستان کے خلاف وہ گئے۔ حکومت افغانستان کہتی ہے کہ ہم نے انہیں معاف کر دیا، اپنے قیدیوں کو لے جاؤ لیکن حکومت پاکستان واپس نہیں لینا چاہتی، کیوں؟

جناب والا! یہ حکومت اس طرح نہیں چل پائے گی۔ آج میں آپ کی وساطت سے اپنی ان بہنوں سے یہی کہتا ہوں کہ آئیں ان چار عورتوں کے اغوا کے خلاف ہم walk out کا اعلان کرتے ہیں، آپ میں اگر ہمت ہے تو ہمارے ساتھ نکلو۔

(اس موقع پر حزب اختلاف کے ارکان نے اجلاس سے walk out کیا)

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ: جناب چیئرمین! میرے معزز ساتھی جناب اسفند یار ولی خان صاحب نے افغانستان میں جو پاکستانی قیدی ہیں ان کے بارے میں تفصیلاً بات کی۔ میں تو ان کی پوری بات نہیں سن سکا لیکن جو بات سنی ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ میں بھی اس سے پہلے افغانستان گیا تھا اور وہاں کے جتنے حاکم ہیں سب سے میں نے ملاقات کی۔ ہم نے کرزئی صاحب ، کنگ ظاہر شاہ صاحب اور ارسلاء آمین سے اور اس کے علاوہ جو

American Ambassador ہیں ان سے قیدیوں کے بارے میں بات کی۔

جناب چیئرمین! قیدیوں کے بارے میں پاکستان کو تشویش ہے اور کئی دفعہ افغانستان گورنمنٹ سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستانی قیدیوں کو واپس کیا جائے۔ اس لحاظ سے انہوں نے جو بات کی ہے وہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ جب ہم نے کرزئی صاحب سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن Americans ان کی screening کریں گے تو ہم نے کہا کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہم نے کہا کہ اگر پاکستان میں screening کرنا چاہیں تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ یہ بات ہم نے اس وقت کہی۔ یہ فارن منسٹر نے بھی کہا اور حکومت پاکستان نے بھی کہا کہ ہمیں ہمارے قیدی واپس دیئے جائیں۔ یہ بات بالکل صحیح نہیں ہے کہ پاکستان اپنے قیدیوں کے بارے میں لاپرواہی برت رہا ہے جو وہاں پر ہیں یا وہ اس پر کوئی توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ پاکستان کے جتنے بھی شہری ہیں، چاہے وہ جس ملک میں بھی ہوں، ہم اپنے شہریوں کے تحفظ، ان کے حقوق کے لئے کوشاں ہیں اور حکومت پاکستان نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے۔

جو بات وہ کر رہے ہیں ان 50 قیدیوں کی، وہ ایک procedure کے تحت انہوں نے کی تھی۔ اس میں کسی political party کی کوئی کوشش نہیں ہے۔ یہ حکومت کا ایک سلسلہ ہے اور یہ مسلسل چلا آ رہا ہے۔ ہماری حکومت کا افغانستان کی حکومت کے ساتھ مسلسل رابطہ ہے۔ یہ پہلی بار نہیں ہوا، اس سے پہلے بھی قیدی آئے ہیں اور ہم نے ان کو receive کیا ہے۔ مختلف اوقات میں قیدی آئے ہیں اور پاکستان حکومت ان پر diplomatic pressure ڈالتی رہی ہے۔ جب کرزئی صاحب یہاں پر آئے تھے، ان کے Interior Minister آئے تھے تو بھی معاملہ اٹھایا گیا تھا۔ ان کے جو بھی Ministers آتے ہیں، ہم یہ معاملہ ان کے سامنے raise کرتے ہیں اور جب ہم بھی گئے تھے، میں گیا تھا، Foreign Minister گئے تھے، Finance Minister گئے تھے تو بھی ہم نے قیدیوں کی بات وہاں پر raise کی اور یہ first issue ہوتا ہے کہ ہمارے قیدیوں کو واپس پاکستان آنے دیں۔ ان میں اگر کوئی ایسے ہوں جنہوں نے پاکستان کے قانون کی violation کی ہو تو ہم ان کے خلاف اس لحاظ سے ضرور action لیں گے۔ یہ کہنا کہ پاکستان اپنے nationals کے لئے جو ادھر قید میں ہیں

interested نہیں ہے ' یہ بالکل غلط ہے۔ پاکستان نے ہر موقع پر ان کے لئے آواز اٹھائی ہے، اب بھی اٹھاتا رہے گا اور انشاء اللہ تعالی یہ قیدی ہماری ہی کوششوں سے، پاکستان کی حکومت کی کوششوں کی بناء پر واپس آئیں گے۔ اس معاملے کو politicise کرنا، اس کو اس انداز میں پیش کرنا کہ پاکستان اس کی مخالفت کر رہا ہے یا کسی سیاسی پارٹی کا اس میں عمل دخل ہے، تو سیاسی پارٹیوں کا اس لحاظ سے کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ سیاسی پارٹیاں اپنی goodwill کے طور پر آواز اٹھا سکتی ہیں لیکن جو بھی کام ہوتا ہے ' Government to Government ہوتا ہے ۔ اس میں پاکستان ہر ایک move سے باخبر ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اپنے لوگوں کا وہ تحفظ بھی کرے گا اور اپنے قیدیوں کو واپس لے کر آئے گا۔ بہت بہت شکریہ۔

Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Sir, just to set the record straight, I would like to support what the honourable Minister has said. It is absolutely wrong that the Government of Pakistan

نے effort نہیں کی کیونکہ پہلی دفعہ جب کرزئی صاحب یہاں آئے اور صدر مشرف کابل گئے، میں نے وہ دونوں meetings attend کی ہیں۔ دونوں meetings میں صدر مشرف نے یہ issue صدر کرزئی کے ساتھ raise کیا اور کہا کہ ہمارے پاکستانی قیدی واپس کئے جائیں اور انہوں نے اعلان کیا کہ پاکستانی قیدیوں کو واپس کیا جائے گا۔ لیکن افغانستان کے حالات کا ہمیں بخوبی علم ہے۔ ہمیں یہ بھی پتا ہے کہ حکومت افغانستان کی writ صوبوں کی حکومتوں پر، صوبائی گورنروں پر کس قدر strong ہے یعنی اگر کرزئی صاحب وعدہ بھی کرتے ہیں تو ضروری نہیں کہ جنرل دوستم ان کی بات مانیں۔ یہ قیدی جنرل دوستم کی قید میں ہیں۔ شبرغان میں ہیں۔ یہ کرزئی صاحب کے پاس نہیں ہیں کہ وہ کسی ایک political leader کے visit پر ان کے حوالے کردیں گے۔ وہ حوالے نہیں کرسکتے۔ وہ وہاں پر شبرغان میں ہیں اور کچھ قیدیوں کو انہوں نے ransom لے کر release کیا ہے .privately ان کو یہ لالچ ہے کہ ان کے بدلے میں ہم پیسہ کمائیں تو اگرچہ حکومت افغانستان کی یہ intention بھی ہے اور کچھ قیدی انہوں نے Americans کو کہہ کر release بھی کروائے لیکن اس میں اور بہت سے

vested interests ہیں۔ تو یہ تو ایک بڑی naif بات ہے کہ جی ہم گئے تو انہوں نے کہا کہ ہم چھوڑ دیں گے اگر حکومت پاکستان کہے۔ حکومت پاکستان میں صدر سے بڑھ کر اور کون کہے گا اور دو دفعہ تو میرے سامنے صدر صاحب نے خود request کی ہے کرزئی صاحب کو کہ جی بہت ہوگئی ہے، اب آپ ہمارے قیدیوں کو release کریں۔ اس لئے میں یہ record straight کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات بالکل غلط ہے کہ حکومت پاکستان نے efforts نہیں کیں۔

Mr. Chairman: Any comments on the Balochistan issue? Wasim Sajjad Sahib, what is the Government's view point on this?

Mr. Wasim Sajjad: Balochistan, sir, actually, the Minister for Interior is not here today. and I will convey the sentiments of the House to the Minister of Interior and make sure that every effort is made, so that these unfortunate ladies are recovered and the people who are responsible for this are punished in accordance with law. So, I fully sympathize with what the honourable ladies have said and I think, it is a very serious situation and the government would take full notice of it and take every measure possible to see that the situation is redressed..

جناب چیئرمین: جی Any more on this issue کوئی اور مسئلہ ہے یا اسی issue پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی درانی صاحب۔

جناب محمد علی درانی: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت important issue ہے اور law and order سے related ہے۔ گو یہ provincial subject ہے لیکن اس ہاؤس اور مرکزی حکومت کی طرف سے بھرپور طریقے سے اس issue کو recommend ہونا چاہیے۔ اس زیادتی کے خلاف صوبائی حکومت فوری ایکشن لے۔ اگلے سیشن تک اگر اس کے بارے میں کوئی رپورٹ ہے تو وہ بھی یہاں آنی چاہیے تاکہ ہاؤس کو پتہ چل سکے کہ ایسا issue جس کا یہاں نوٹس لیا گیا ہے، اس کے بارے میں متعلقہ حکومت نے کیا ایکشن لیا ہے اور اس

کی کیا situation ہے۔

جناب چیئرمین: جناب مہیم خان بلوچ۔

جناب مہیم خان بلوچ: جناب چیئرمین! عورت کا مسئلہ انسانیت کے حوالے سے، قبائلی روایت کے حوالے سے، مذہب کے حوالے سے، ایک بہت بڑا جرم ہے۔ اغواء جو بھی ہو مرد ہو یا عورت، یقینی طور یہ قانون کو ہاتھ میں لینے والا عمل ہے۔ یہ واقعہ بلوچستان کی مجموعی روایت، قبائلی روایت، مذہبی اور انسانی روایت کے خلاف ایک عمل ہے۔ ہم اسے بہت سخت محسوس کرتے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم اس قسم کے عمل کا نوٹس نہیں لے رہے ہیں۔ یہ سلسلہ جو ہوا ہے اس کو آپ بین الاقوامی کہیں، ملکی یا علاقائی بھی کہہ سکتے ہیں، وہ ہو سکتا ہے۔ یہ اغواء کنندگان اس وقت بلوچستان میں ہیں، یقینی طور پر بلوچستان میں ہیں۔ ہر فرد انسانیت کے حوالے سے اسے بہت سنگین محسوس کرتا ہے۔ اس کے پس پردہ ضرورکوئی ہاتھ ہیں۔ اس سلسلے میں مرکزی حکومت کی جانب سے بلوچستان حکومت کو سخت تنبیہ کی جائے کہ وہ اپنے تمام حکومتی وسائل اور ایجنسیوں کو بروئے کار لاتے ہوئے برآمدگی اور روک تھام کرے۔ ہمیں یہ بھی ڈر ہے کہ کہیں یہ مسئلہ قبائلی رنگ یا علاقائی رنگ نہ اختیار کرے۔ ہمیں یہ بھی چاہیے کہ انہیں فوراً بازیاب کرایا جائے اور اس کا مکمل سدباب بھی کیا جائے اور ہماری ماؤں، بہنوں کو اپنے اپنے گھروں کو پہنچایا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی مسز تنویر خالد۔

مسز تنویر خالد: جناب چیئرمین! یہ واقعہ بڑا سنگین ہے اور ایسا پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ عورت ذات کی وقعت دنیا میں اور اس معاشرے میں بالخصوص کیا ہے جب آپس میں کوئی جھگڑے اور پھڈے ہوتے ہیں، وہ قبائلی ہوں یا جس طرح کے بھی ہوں، اس میں عورت ہی کا ذبیحہ ہوتا ہے۔ کبھی چھوٹی لڑکی دے دی جاتی ہے۔ کبھی اس کو ونگا جاتا ہے۔ کبھی اس کی قربانی مانگی جاتی ہے۔ کبھی ایک بوڑھے قرضدار کی بیٹی ہے تو اس کے بدلے میں وہ مانگ لی جاتی ہے۔ ہر قسم کے قبائلی تنازعات، جھگڑے یا لڑائیاں ہوتی ہیں۔ اب تو اس قسم کی چیزیں بھی ہیں کہ چوری ڈاکہ کرو اور خواتین کو بھی

ے جاؤ، خواتین تو ساری دنیا میں قابل احترام ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ سبھی لوگ یہاں پر غمگین ہیں۔ کوئی ایک دو کا ذکر نہیں ہے۔ یہ جو واقعہ ہوا ہے اس کی ہم مذمت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ اس پر statement دے دی ہے۔ باقی بزنس پر چلیں۔ جی بی بی یاسمین صاحبہ۔

Re: Release of funds for village electrification

بی بی یاسمین شاہ : سب سے پہلے تو مجھے اپوزیشن کے آج کے رویے پر بڑا افسوس ہوتا ہے کیونکہ جو لڑکیاں ہماری F.P.A. کی اٹھائی گئی ہیں وہ اس ملک کی، اس قوم کے ساتھ ساتھ ان کی بھی مائیں بہنیں لگتی ہیں۔ ان کا فرض بنتا ہے کہ ان کے لئے بیٹھتے، ان کے لئے سنتے، اور ان کے لئے کوئی راستہ نکالتے لیکن اس سے پہلے کہ کوئی بات ہوتی، وہ ہمیشہ کی طرح walk out کر گئے ایک سال ان کو ہو گیا ہے میرا خیال ہے کہ یہ آتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ ڈیسک بجائیں، چیک لیں اور واپس چلے جائیں۔ اس طرح سے آنے کا کیا فائدہ، جب آپ نے کسی مسئلے پر بحث نہیں کرنی، کوئی بات سننی نہیں، تو پھر اس طرح آنے کا کیا فائدہ۔

دوسری بات یہ ہے کہ بلوچستان سے یہ جو ہماری لڑکیاں اٹھائی گئیں ہیں اس کا مجھے بڑا دکھ اور افسوس ہو رہا ہے ۔ ان چاروں لڑکیوں کا ابھی تک کچھ پتہ نہیں ہے کہ زندہ بھی ہیں،یا اللہ خیر کرے ان کو مار دیا گیا ہے۔ بہرحال حکومت سے میں پرزور گزارش کرتی ہوں کہ ان کے لئے کوئی سخت اقدامات اٹھائے جائیں، ان کے لئے کچھ کیا جائے تا کہ وہ لڑکیاں واپس اپنے گھروں کو بھیجی جائیں۔ آئندہ کے لئے حکومت سخت اقدامات اٹھائے تا کہ اس طرح کے واقعات کسی بھی علاقے میں یا کسی بھی حلقے میں نہیں ہونے چاہئیں۔

تیسری بات جناب میں آپ کی توجہ واپڈا کے اس لیٹر کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ یہ 8 اگست 2003 کو سب سینیٹرز اور ایم این ایز کو آیا تھا ۔ اس میں انہوں نے 50 لاکھ کی اسکیمیں مانگی تھیں کہ اپنے حلقے سے، اپنے علاقے سے، اپنے گاؤں سے دیں۔ وہ ہم کر کے دیں گے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ نیشنل اسمبلی سے جتنے بھی ایم این ایز اپوزیشن کے یا گورنمنٹ

کے تھے، ان کی ساری اسکیمیں ہوگئیں اور بجلی لگ گئی ہے۔ جبکہ سینیٹرز کا ابھی تک کچھ نہیں ہوا ہے اس کے لئے پلیز ذرا دیکھا جائے کہ ابھی سال بھی ختم ہونے والا ہے یہ بجلی کا کیا ہوا ہے۔ آپ کے توسط سے درخواست ہے کہ واپڈا سے پوچھا جائے کہ ابھی تک کیوں نہیں ہوا ہے۔

جناب چیئرمین : منسٹر صاحب موجود ہیں، وہ جواب دے دیں پھر ہم business of the day پر چلیں کیونکہ یہ چیزیں جس دن موزوں ہو، اس دن اٹھائی جا سکتی ہیں۔ شیر پاؤ صاحب اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ : جناب چیئرمین ! جو honourable member نے بات کی ہے اس پر ہم ضرور غور کریں گے۔ جو بھی ان کا پرابلم ہوگا ضرور sort out کریں گے۔

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہی ہیں ان کی schemes جو ہیں۔

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: I will look into it.

بی بی یاسمین شاہ : ایم این ایز کی schemes ہوگئی ہیں سینیٹرز کی نہیں ہوئی ہیں۔

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: No, That's a wrong impression Mr. Chariman. There has been no allocation given to either the M.N.A's or the Senators as far as electricity is concerned.

بی بی یاسمین شاہ : نہیں منسٹر صاحب کو شاید انفارمیشن نہیں ہے۔

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ : نہیں مجھے پتہ ہے۔

بی بی یاسمین شاہ : اس لئے کہ پنگریو میں، جو میرے گاؤں بدین سے تھوڑا آگے ہے، اس میں اسی فنڈ سے دو گاؤں میں بجلی دی گئی ہے۔ اور یہ جو آپ نے لیٹر بھیجا تھا۔

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao : Let me clarify Mr. Chairman, I want to clarify this letter also. This wrong impression has been

created that every M.N.A. and every Senator has got 5 million for electrification. This is not the case. This letter was sent by the WAPDA to the National Assembly and the Senate Secretariat to inform the members that, normally what they do, as I say they identify 20 to 30 or 40 villages for the allocation as far as *"Tameer-e-Pakistan"* program is concerned, and they had clarified that instead of that, identify few villages so that work can be done easily, we can make the estimates easily and then you can choose, according to money given for electrification. So, let me clarify on this floor of the House that no MNA or for that matter no Senator has received any money as far as the electricity is concerned. Whatever the funds that they got for ***"TAMEER-I-PAKISTAN"***, if they have allocated that for electricity then we are bound to work on that or if its a P. M's directive, where he has given money to any MNA or Senator, for that matter the funds are released to us, we work on that. No allocation has been done, no fund has been given to any MNA or any Senator for that matter.

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے business چلائیں۔

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: Mr. Chairman, I wanted to contradict this matter. I did say that there is no letter. There is a letter but we have told the WAPDA also to clarify this matter. There is no allocation. This was just for the information of the Senate Secretariat and the National Assembly Secretariat. They, in turn, sent it to all the MNAs and the Senators.

Mr. Chairman: Its mean that it has been clarified in writing also.

Mr. Aftab Ahmad Ahmad Khan Sherpao: Yes sir.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: The Minister is right to say that letter has been issued and it has been categorically mentioned in that letter that amount of five million has been allocated for that purpose. Whether letter has been inadvertently issued or without the blessings of the government or the government is ignorant about that letter or the WAPDA has not cared to consult the government or WAPDA has issued the letter at its own. Sir, my humble submission would be that this is the impression throughout Pakistan and to all the MNAs and Senators that the government has allocated a sum of Rs.5 million for electrification of the villages and that there is another letter in which it is elucidated that you should identify the villages and you should say what is the total cost, what is the total length of that area.

Sir, after issuing that, how it can be said that no allocation has been made. The allocation has been made. Is it reversal of the decision? Has this decision been taken back? If there was no decision, there was no occasion of issuing that letter.

Therefore, sir, I would very humbly submit that, was this the decision? Either say that we have taken back this decision. Otherewise, it is a decision.

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: Mr. Chairman! I think I have not been able to explain it to the worthy member of the Senate.

Mr. Chairman: It is more than one member, many members.

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: When I say categorically that there was no decision, there was no decision. I am saying it on the floor of the House. This august House is the highest forum in the country. I am saying that the government had not made any allocation. I said that an error was made by WAPDA in issuing this letter. The letter was for the information of the Senate Secretariat and the National Assembly Secretariat and it was not meant to be distributed to the members, which was done inadvertently. We have not taken back anything because we have not allocated any money or any fund for village electrification as far as the members are concerned.

Mr. Chairman: The letter was circulated inadvertently without changing any contents.

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: Yes I know that. The English of that letter conveys something which we conveyed to WAPDA that this is not correct and they should issue a clarification. I am sorry here is cross talking, I would say it is not very good.

Mr. Chairman: That thing would be issued in writing; a clarification for the record is completed.

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: I will do that and I have made this comment on the floor of the House. Thank you.

Mr. Chairman: Afridi Sahib.

Mr. Hameed Ullah Jan Afridi: Thankyou very much Mr.

Chairman for allowing.

میں صرف چار دن پہلے گاؤں سے آیا ہوں and I was asked to submit a scheme انہی پانچ ملین کے لئے۔ منسٹر صاحب نے شاید کہا ہے کہ وہ بالکل ہی غلط ہے اور ہے ہی نہیں۔ ہم سے in writing submit کر لئے گئے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر یہ اور بُری بات ہے کہ funds ہی allocate نہیں ہوئے ہیں اور اس کے باوجود ADRD جو ہمارے لوکل تحصیل آفس میں بیٹھتے ہیں، انہوں نے ہم سے اسکیم لے لی ہے کہ اگر گاؤں کی کچھ electrification ہونی ہے تو وہ کی جائے۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے the point has been noted by the Minister کہ ساری clarification ہو جائے گی the matter has been discussed. منسٹر صاحب نے سن لیا ہے۔ وہ کر دیں گے۔ Nowlets move on with the agenda please. it will be done.

(مداخلت)

جناب چیئرمین : بھئی دیکھیں let us move on to the business of the House. جی نصیر مینگل صاحب۔

میر محمد نصیر مینگل : جناب یہ جو بچوں کے اغواء کا واقعہ ہوا ہے اس پر میں ایک چیز clarify کرنا چاہتا ہوں کہ کہا گیا ہے کہ یہ قبائلی سسٹم کا حصہ ہے۔ ایسا totally نہیں ہے۔ بلوچستان کے قبائلی نظام میں جتنا تحفظ ، احترام اور عزت عورت کا ہے کسی کا نہیں ہے۔ تو یہ کچھ Provincial and Federal government کے خلاف conspiracy لگتی ہے۔ ہمیں بہت افسوس ہے، ہم اسے condemn کرتے ہیں۔ آپ سے بھی میں request کروں گا کہ صوبائی حکومت سے چونکہ آپ کی ذاتی دوستی ہے کہ ان کو بتایا جائے۔ میری بھی بات ہوئی ہے اور چیف منسٹر صاحب نے ہدایات بھی دی ہیں۔ آپ کہیں گے تو یہ مزید بہتر ہو گا۔ میں صرف یہ کہہ رہا تھا کہ اس کو قبائلی سسٹم کا حصہ نہ سمجھا جائے۔

Mr. Chairman: Thankyou. I am now reading out leave applications.

ڈاکٹر خالد رانجھا صاحب نے بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر مورخہ 5 اور 8 دسمبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب فاروق احمد نائیک ملک سے باہر ہیں اس لئے انہوں نے آج مورخہ 8 دسمبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب مشاہد حسین سید ملک سے باہر ہیں اس لئے انہوں نے مورخہ 8 تا 15 دسمبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ثناء اللہ بلوچ ذاتی مصروفیات کی وجہ سے مورخہ 5 دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(متعدد ممبران نا منظور)

جناب چیئرمین: فیصلہ کر لیں۔ منظور ہے۔ روایت رکھیئے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد اعظم خان سواتی نے بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ایم اکبر خواجہ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 8 تا 12 دسمبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب سکندر حیات خان بوسن نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورہ پر ملک سے باہر ہیں اس لئے وہ مورخہ 7 تا 14 دسمبر اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔ جناب محمد نصیر خان نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری مصروفیات کی بناء پر مورخہ 8 اور 9 دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

میر محمد نصیر مینگل: محمد نصیر خان ہم دو ہیں، وہ منسٹر ہیں بتا دیں۔ I am present

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں آپ نصیر خان مینگل صاحب ہیں، سب کو پتا ہے۔

We may now take up item No. 2. Ch. Muhammad Anwar Bhinder may move for leave to introduce the bill appearing at serial No. 2.

Introduction of Bill

1) The Dowry and Marriage Gifts (Restriction) Bill, 2003

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I ask for leave to introduce a bill to provide for restriction on Dowry and Marriage gifts [The Dowry and Marriage Gifts (Restriction) Bill, 2003]

Mr. Chairman: Now I put the motion before the House........

(interruption)

Mr. Nisar Ahmed Memon: I request to the mover of the Bill on dowry that instead of putting an amount there, if he could consider withdrawing the amount because dowry

لعنت ہے۔ اس کو پورا ختم کرنا چاہیئے۔ خاص طور پر غریبوں کے لئے تیس ہزار ہوں یا بیس ہزار یہ بہت زیادہ رقم ہے۔لہذا اس ملک میں جہیز کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے کوئی amountنہ رکھا جائے ۔ جہیز کو صرف حق مہر تک رکھیں تو بہتر ہوگا۔یہ میری آپ سے گزارش ہے۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: There are four opportunities for you to amend that.

جناب چیئرمین: جی ابھی تو admission کے لئے ہے there will be detailed statement then it will be discuss جی۔

Mr. Wasim Sajjad: Then Standing Committee will discuss then...

Mr. Chairman: There is a proceedure that you will have a chance.Chaudhry Sahib! please move the Motion.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I introduce a Bill to provide for restriction on Dowry and Marriage gifts [The Dowry and Marriage Gifts (Restriction) Bill, 2003].

Mr. Chairman: The Bill has been introduced and stands referred to the Standing Committee concerned, to be constituted in due course. Item No.4 from Mr. Raza Rabbani. There is a request for deferment.

Mr. Wasim Sajjad: If he does not move it then it lapses and finishes and he has to give another notice. ایسا کوئی procedure نہیں ہے کہ diferment کر دو کیونکہ Rule تو یہ کہتا ہے کہ when the motion is called, the man may move it. If he does not move it, it lapses. He can give another notice, it lapses and finishes.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, it is only for the Session

جو Session میں نہیں آتے ہیں ان کو notice دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ if there is another opportunity for moving جناب ! میں ایک amendment move نہیں کرتا ہوں باہر stay کرتا ہوں تو کیا bill آگے proceed ہی نہیں کرے گا۔ بل تو proceed کرے گا جو move نہیں کرنا چاہتا that finishes that lapses, that goes away.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے تو یہ lapse ہو گیا ہے۔ Item No.6 Ch. Muhammad Anwar Bhinder may move for leave.

ii) The specific Relief (Amendment) Bill, 2003.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir I ask for leave to introduce a Bill, further to amend the Specific Relief Act, 1877 [The Specific Relief (Amendment) Bill, 2003].

(The Motion was carried)

Mr. Chairman: Ch. Muhammad Anwar Bhinder may move his item.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I introduce a Bill further to amend the Specific Relief Act, 1877 [The Specific Relief (Amendment)Bill, 2003].

Mr. Chairman: The Bill is introduced and referred to the Standing Committee concerned, to be constituted in due course. Now, I call upon Mr. Babar Khan Ghori to move item No. 8.

iii) The code of Civil Procedure (Amendment) Bill, 2003.

Mr. Babar Khan Ghori: Thank you Mr. Chairman. I beg to move for leave to introduce a Bill, further to amend the Code of Civil Procedure, 1908 [The Code of Civil Procedure (Amendment) Bill, 2003].

(The Motion was carried)

Mr. Chairman: Mr. Barbar Khan Ghori may move his item at serial No.9.

Mr. Babar Khan Ghauri: Thank you Mr.Chairman!.

Mr. Khalil-ur-Rehman: I object a little bit. I think the procedure is getting away a little here. Normally, the Minister concerned is here and his views are taken before you put the bill for dicussion or for the vote. Now, there is no minister available at the moment and I think, we are getting a little bit cock eyed here.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: If there is no Opposition then there is no need of putting a question.

Mr. Wasim Sajjad: I like to draw your attention to Rule 83 sub-Rule 3 which says "if a motion for leave to introduce a bill" and now we are talking of Private Members Bill, on page 39 of the Rules of Procedure, it says;"If a motion for leave to introduce the bill is opposed, the Chairman after permitting, if he so thinks fit, a brief explanatory statement by the member seeking leave and the minister opposing it, may without further debate put the question to vote, So, if it is not being opposed.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Four ministers are present here.

Mr. Chairman: Mr. Ghori, you move item at serial No.9.

Mr. Babar Khan Ghauri: Thank you Mr.Chairman. I introduce a Bill further to amend the Code of Civil Procedure, 1908 [The Code of Civil

Procedure (Amendment) Bill, 2003].

Mr. Chairman: The Bill is introduced and stands referred to the Standing Committee concerned, to be constituted in due course. We may now take item No. 10 Dr. Shehzad Waseem may move for leave to introduce the Bill appearing at serial No.10 on the Orders of Day.

iv) The Donation and Transplantation of Human Organs Bill, 2003

Dr. Shahzad Waseem: I ask to move for leave to introduce a Bill to provide for Donation and Transplantation of Human Organs [The Donation and Transplantation of Human Organs Bill, 2003].

(The motion was carried)

Mr.Chairman: Dr. Shahzad Waseem may move his item.

Dr. Shahzad Waseem: Mr. Chairman, I introduce a bill to provide for Donation and Transplantation of Human Organs{The Donation and Transplantation of Human Organs Bill, 2003}. I would like to have your permission sir. I think it is a matter of public importance ,if you allow me sir, I would like to say some words about it.

Mr. Chairman: There will be opportunity subsequently. I think there would be lot of procedure. Let it be admitted then you can bring up your points. It is introduced and stands referred to the standing committee concerned, to be constituted in due course. Item No. 12. Ch. Muhammad Anwar Bhinder.

(v)The Supreme Court of Pakistan (Power to Review) Bill, 2003.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to move for leave to introduce a bill to provide for the power of review by the Supreme Court of Pakistan{The Supreme Court of Pakistan(Power to Review) Bill, 2003}.

Mr. Chairman: The bill stands introduced and referred to the standing committee concerned, to be constituted in due course. Item Nos. 13, 14, 15, 16, 17, 18 and 19 are lapsed because the movers of the motion are not present. We may now take up item No. 16. Mr. Farhat Ullah Babar may move for leave to introduce the Bill appearing at No. 16 of the orders of the day. Lapses. We may now take up item No. 18, Mian Raza Rabbani may move for leave to introduce the Bill appearing at serial No. 18 of the orders of the day. Lapses. We may now take up item No. 20 Mr. Farhat Ullah Babar may move for leave to introduce a Bill appearing at serial No. 20 of the Orders of the Day. Lapses. Item No. 22 we may resume commnced motions under rule 194. We may resume for the discussion on the motion moved by Mr. Babar Khan Ghori on 22nd September, 2003. "The House may discuss the overall performance of Pakistan Television Corporation." I think that there is a request for deferment for this from the Minister. Would you like to say something?

جناب بابر خان غوری : جناب! میں آپ سے تھوڑی سی گزارش کروں گا کہ already ڈھائی ماہ کے بعد سینیٹ کا یہ اجلاس ہوا ہے اور آپ نے پچھلے اجلاس میں بھی تاکید کی تھی کہ وزراء صاحبان کو پابند کیا جائے کہ وہ اجلاس میں آئیں۔ دوسرا مسئلہ Information Minister کے حوالے سے ہے۔ وہ اس وقت وزیر خارجہ بنے ہوئے ہیں۔وہ

یہاں ہوتے ہی نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ motion کبھی نہیں آئے گی ۔

جناب! اب اس کا کیا علاج کیا جائے یا کوئی اور وزیر ان کی غیرموجودگی میں اس motion کو complete کرائے تاکہ ان کی کوئی statement آجائے۔ ہم نے پاکستان ٹیلیویژن کی کارکردگی پر بحث کی تھی۔ ہم اس میں Ministry کی involvement کو ختم کرنا چاہتے تھے تاکہ پاکستان ٹیلیویژن کو آزاد کرایا جائے۔ اس کو دوسرے TVs سے مقابلہ کرنے کی اجازت دی جائے اور پچھلے دنوں جیسے واقعہ ہوا تھا کرکٹ میچ کے حوالے سے GEO کا اور PTV کا' اس قسم کے واقعات آئندہ نہ ہوں حالانکہ یہ واقعہ ابھی ہوا اور یہ motion, September میں آئی تھی۔ اس motion پر seriously اگر اس وقت کوئی بات ہو جاتی تو شاید یہ واقعہ پیش نہ آتا جو GEO اور PTV کے درمیان ہوا تھا۔ میں یہ چاہوں گا جناب کہ آپ کوئی تاریخ مقرر کردیں کہ اس دن یہ motion آجائے اور وزیر صاحب کی موجودگی اس میں ضروری ہو۔

جناب چیئرمین: آپ wait کرلیں کیونکہ اس وقت وہ وزیراعظم صاحب کے ساتھ ملک سے باہر ہیں ۔میں کوشش کروں گا کہ جب یہ motion آئے تو وہ بھی موجود ہوں ۔

جناب بابر خان غوری: دیکھ لیں کیونکہ وہ زیادہ تر باہر ہی ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین : آپ اگر چاہیں تو ان کی غیرموجودگی میں بھی بحث ہوسکتی ہے ۔میں چاہتا ہوں کہ ان کی موجودگی میں discussion ہو تو بہتر ہے ۔

جناب بابر خان غوری: اگر کوئی وزیر صاحب بولنا چاہیں تو اس کو آج مکمل کرلیں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ان کی موجودگی ضروری ہے ۔ جی وسیم صاحب۔

جناب وسیم سجاد : جناب میں چاہوں گا کہ آپ بھی وزیراعظم صاحب کو ایک خط لکھیں اور خود مل کر بھی کہیں کہ وزراء کی حاضری ہاؤس میں لازمی ہوتی ہے۔ یہ کسی اور وقت بھی باہر جاسکتے ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ آپ وزیراعظم کو لکھیں کہ وزراء کو یہاں پر حاضر ہونا چاہیے۔

Mr. Chairman: We may now take up item No. 23 on the motion.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, I must appreciate

کہ یہ دو وزراء بیٹھے ہیں۔جناب شوکت عزیز صاحب اور جناب حفیظ شیخ صاحب۔ ان کا آج سرکاری کام تھا۔ قزاقستان کے صدر آئے ہوئے ہیں ان کے ساتھ meetings تھیں dinner تھا، یہ سب کچھ چھوڑ کے یہاں آئے ہیں so I appreciate.....

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب وسیم سجاد: اور جناب احمد علی صاحب، جناب، یہ شروع سے ہی بیٹھے ہیں، جناب شیرپاؤ صاحب، شیرپاؤ صاحب کہہ رہے تھے کہ میں نے جانا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ زیادہ important ہے - I believe in the supremacy of Parliament, he is here. So, I think we should appreciate those ministers who take their responsibilities in the Parliament with such attachment, conviction and seriousness. We must laud their effort and also sir, once again that you should bring it to the notice of Prime Minister.

(ڈیسک بجائے گئے)

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! ہماری parliamentary conventions یہ ہیں کہ جب بھی Question Hour ہوتا ہے کسی منسٹر صاحب کا تو وہ اپنی تمام مصروفیات cancel کر کے پارلیمنٹ کو preference دیتے ہیں اور ہمیشہ یہ ہوا ہے تاوقتیکہ ان کو بہت urgently ملک سے باہر جانا نہ پڑے۔ جہاں تک اس department کا تعلق ہے، اگر یہ کہہ دیا جائے کہ کوئی اور اس کے جوابات دے دے تو کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ جناب! عرض یہ ہے کہ جو متعلقہ منسٹر جواب دے سکتا ہے وہ کوئی اور نہیں دے سکتا۔ اس لئے منسٹر صاحبان کو اپنے اپنے محکمے کے جوابات کے لئے I would very humbly submit that they should make available themselves in the House.

مسز آغا پری گل: جناب چیئرمین صاحب! یہ پہلی دفعہ ہے کہ ہمارے منسٹر اتنے غیر حاضر ہیں۔ ہم بھی سیاست میں رہے ہیں اور ایم پی اے، منسٹر رہے ہیں۔ افسوس کی بات

ہے کہ ہمارے منسٹر، اس وقت آپ دیکھیں، سوائے شوکت عزیز صاحب کے اور یہ جو دو تین منسٹر موجود ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ اتنا بڑا House ہے، اگر ہم فریاد سنائیں تو کس کو سنائیں۔ آپ تو بہت اچھے انسان ہیں، آپ بولتے نہیں ہیں۔ ہم تو بولیں گے۔

ہمارے اپوزیشن والوں نے اتنا کچھ کہا، آپ یقین کریں کہ ہمیں ان پر بہت زیادہ غصہ آتا ہے۔ مگر خدا کے لیے، آپ چیئرمین ہیں، آپ ہمارے House کی عزت ہیں، ہم سب پاکستانیوں کی عزت ہیں۔ آئندہ آپ تھوڑا سا ان کو control کریں ورنہ یہ اچھی بات نہیں ہو گی۔ بلوچستان کی اتنی افسوسناک بات ہے مگر آپ دیکھیں کہ وہ اسے مذاق بنا کر اٹھ کر چلے گئے۔ ان کو تو میرا خیال ہے اللہ بھی نظر نہیں آتا، صرف پرویز مشرف نظر آتا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔ کم از کم ہمیں تھوڑا سا خیال کرنا چاہیے کہ اس وقت اتنا بڑا issue ہے۔ انہوں نے issue چھوڑ کر وردی کو اٹھا لیا، ارے وردی تو اس کو اللہ نے پہنائی، اس کے ماں باپ نے محنت کر کے وردی پہنائی، پٹو نہیں پہنایا۔ ظاہر ہے ایک بندہ محنت کر کے وردی پہنتا ہے، یہ کوئی مذاق تو نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ واقعہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ بلوچستان میں کبھی ایسا نہیں ہوا ہے۔ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے۔ آپ یقین کریں کہ بلوچستان میں عورتوں کی بات پر لوگ مر جاتے ہیں۔ بلوچستان کے یہاں کافی سینیٹر ہیں۔ ان کو بیٹھنا چاہیئے تھا اور ان کی حکومت ہے۔ ان کو اس بحث میں زیادہ دلچسپی لینی چاہیئے تھی مگر جناب! کابل اور افغانستان کے قیدیوں کی بات تو ان کو اچھی لگتی ہے۔ پتا نہیں کیا وجہ ہے؟ مگر یہ بلوچستان کی بات ان کو اچھی نہیں لگی۔ میں اس بات کی مذمت کرتی ہوں۔ آپ ہماری عزت ہیں۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو پھر یہاں آنے کا فائدہ کیا ہے جی۔ آپ دیکھیں، وہ House میں آتے ہیں لیکن وردی کی بات کو اٹھاتے ہیں، LFO کو نہیں مانتے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ یہ سارے LFO کے through آئے ہیں۔ میں بھی ہوں، میں یہ نہیں کہوں گی جی کہ میں LFO کے through نہیں آئی۔ آپ کے سامنے پروفیسر صاحب نے کل کیا کہا۔ آپ یقین کریں کہ یہ پروفیسر اس وقت مسلم لیگ کے ووٹوں سے جیتا ہے۔ اس کے اسلام آباد میں کون سے ووٹ تھے۔ اس کے اپنے لوگوں نے اس کو ٹھڈا مار کر باہر پھینکا۔ ہاں) ہاں ۔ آپ انکوائری کریں۔ آپ اسلام آباد میں منگوائیں۔ وسیم سجاد صاحب! مجھے بولنے دیں۔ میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

Mr. Wasim Sajjad: I request that these words may be expunged.

مسز آغا پری گل: نہیں یہ غلط بات ہے، آئندہ اگر ایسا ہوا تو ہم لوگ برداشت نہیں کریں گے یا پھر ہم بھی چلے جائیں گے۔ صحیح بات ہے۔ آپ بس action لیں۔

Mr. Chairman: Thank You. Waqar Sahib.

Mr. Waqar Ahmed Khan: Thank you Mr. Chairman.

میں وسیم سجاد صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے آپ سے request کی to write a letter to the Prime Minister making sure کہ وزراء کی حاضری کو properly impose کیا جائے۔ اس کے ساتھ میں کہوں گا کہ وہ minister حضرات جن کا subject matter جس day پر ہوتا ہے ان کو باقاعدہ leave لینی چاہیئے

if they are going out of the country, the House should approve their leave. If they are in the country and they are doing other businesses, they should also ask for leave and if the leave is not granted then the matter should be referred to the next minister who should answere those questions on their behalf. They also should be properly prepared briefed. The minister should be given time to read those briefs also. So, they can talk here. That's why

وسیم سجاد صاحب سے میں پھر request کروں گا کہ

he should endorse but I am saying that they should write a letter asking for this also. Thank you.

Mr. Chairman: Thank You. Now, we will take up item No. 23, motion moved by Mrs. Tanveer Khalid on 22nd September, 2003 regarding the Education Policy of the Government.

مسز تنویر خالد: جناب چیئرمین! یہاں جو ہمارے معزز سینیٹرز بیٹھے ہیں ان کی رائے بڑی اہمیت رکھتی ہے، اس میں یہ participate کریں۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا۔ تھوڑا سا

میں اس کے بارے میں مزید بتاؤں گی کہ ہمارا پاکستانی ایجوکیشن سسٹم خاص طور پر schooling کا، اس پر اعتراض تو بہت کئے جاتے ہیں لیکن بات ایسی بھی نہیں ہے۔ سسٹم بھی بہت اچھا ہے۔ ساری دنیا میں ایسا ہی سسٹم ہے اور subjects بھی ایسے ہی ہیں۔ یہ بھی الزام لگایاجاتاہے کہ these are not related to Pakistan. Not at all. Thesesubjects are related to Pakistan. ہمارے ملک کی ساری languages پڑھائی جاتی ہیں۔ اردو پڑھائی جاتی ہے، regional languages پڑھائی جاتی ہیں، انگلش پڑھائی جاتی ہے کیونکہ وہ انٹرنیشنل زبان ہے، اس کی ضرورت ہے اور اہمیت ہے۔ اس کے علاوہ اسلامیات تو ملک کی اساس ہے اور اسلامیات سکولوں کے علاوہ not only in the colleges but even in the professional colleges انجنیئرنگ کا ہو یا میڈیکل سائنسز کا ہو، وہاں پر اسلامیات کے compulsory papers ہوتے ہیں۔ ہمارے نصاب میں مشاہیر کے بارے میں اور ہمارے ہیروز کے بارے میں lessons ہیں۔ شاید خواتین کے بارے میں کچھ کم ہیں۔ میرا خیال ہے اس ملک کی جو بڑی اہم خواتین رہی ہیں ان کے بارے میں نصاب میں مضامین شامل ہونے چاہئیں۔ رضیہ سلطانہ اور رعنا لیاقت علی ہیں اور اس طرح کی دوسری خواتین ہیں، وہ بھی موجودہ دور کی بڑی اہم خواتین ہیں۔ اب تو میرا خیال ہے اہم خواتین کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ہمارے پاس اس وقت خواتین وزیر بھی ہیں جو بہت لائق ہیں۔ Those who are participant in the government یہ بھی اعلیٰ درجے کے ہیں جنہوں نے اس معاشرے کے لئے کام کیاہے، جنہوں نے سماجی بہبود کے لئے کام کیا ہے۔ یہ بڑے ادارے ہیں جو اس ملک کی خدمت کرتے ہیں۔ ان سب کے بھی lessons دور حاضر کے بارے میں ہونے چاہئیں۔ History جو موجودہ دور کی ہے یا پچھلے دور کی، اس کو بھی بڑا factual ہونا چاہیئے۔ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے تاکہ students کو بھی صحیح معلومات ہوں۔ ان کو صحیح دیکھنا، سننا، سمجھنا اور صحیح reaction کرنا آئے۔ چیزوں کو چھپانا نہیں چاہیئے اور جذباتی نہیں بنانا چاہیئے۔ ہمارے نصاب میں ایک deep point یہ ہے کہ جبکہ دنیا سائنسی ترقی کر رہی ہے ہمارے ملک کے نصاب میں سائنس کے لئے لوگوں کو encourage کرنے کی، یا بچوں میں وہ aptitude پیدا

کرنے کے لئے بہت کم مواقع ہیں۔ نصاب تعلیم میں scientific topics کم ہیں اور جن سے سائنسی مشاہیر کی قدر و قیمت، قدر و منزلت، لڑکے لڑکیوں کے بھی ذہنوں میں پیدا ہو mediaمیں بھی آپ سب دیکھتے ہیں کہ مذہب اچھی چیز ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ یہ مسلم مملکت ہے۔ صحیح غلط تھوڑا گنہگاری کے ساتھ، تھوڑا انعام کے ساتھ مملکت چل رہی ہے اور سب اپنا اپنا مذہبی فریضہ بھی انجام دیتے ہیں۔ لیکن TV پر بھی آپ دیکھئے کہ most of the programmes کی access religion ہے جیسے کہ ہم بالک کافر ہیں کہ ہم اپنا مذہب نہیں جانتے۔ ہر طرح کے مذہبی پروگرام صبح سے شام تک media پر بہت زیادہ رہتے ہیں آج کی دنیا کے بارے میں آپ کیا بتاتے ہیں بھئی۔ کچھ سائنس کی بھی تو بات کرو۔ اب جو یہاں پر بیٹھے ہیں ان کی تو چلو ایک نسل گزری لیکن جو آگے بچے ہیں کیا ہم بیٹھ کر یہ سب مائک پر بھی بات کریں گے اور TV دیکھیں گے اور سب چیزیں دیکھیں گے۔ کاروں میں بیٹھیں گے یہ سب Japanese ہونگی یا Western countries کی ہونگی یا سارے non-Muslims کی ہونگی اور Muslims جو ہیں وہ جھگڑا ہی کرتے رہیں یا walk out کرتے رہیں اپنی اسمبلی سے اور کوئی چیز نہ بنائیں۔ سائنس کو encourage نہ کریں۔ میں چاہتی ہوں کہ ہمارا ملک وقوم scientists پیدا کریں۔ ان کو encouragement ہو۔ science syllabus میں ایسی چیزیں رکھی جائیں اور جتنا بھی media ہے جو تعلیم وہاں پہنچاتا ہے بچوں کو، انسانوں کو، قوموں کو، اس میں اس بات کو emphasize کیا جائے اور PTV تو سرکاری ادارہ ہی ہے۔ گورنمنٹ کو یہ step لینا چاہئے emphasize کرنا چاہئے کہ scientific knowledge زیادہ بتائیں اور وہ اپنے ذریعے سے پوری کوشش کریں چاہے وہ talks ہوں تقریریں ہوں یا بات چیت ہو ڈرامیں ہوں کہانیاں ہوں جس طرح سے بھی وہ ہمارے عوام کے ذہن میں اولاد کے ذہن میں ماں باپ کے ذہن میں scientific رجحان کی اہمیت ڈالیں اور جذباتی پن ختم کریں۔ واقعات کی reality دیکھیں۔ scientist کیا ہوتا ہے، reality ہوتا ہے۔ they should learn, they should indulge سائنس پڑھیں بھی اور scientific attitude develop ہو تاکہ دنیا کے علاوہ pure science کے حالات دنیا میں دیکھنے کے لئے، اس کو سمجھنے کے لئے، اس کو cope کرنے کے لئے قوم میں ایک scientific attitude پیدا ہو۔ صرف دعائیں مانگنے سے ہی مسئلے حل نہیں

ہوتے۔

Mr. Chairman: Please try to conclude, so we have the other items then.

میرا خیال میں منسٹرز جو نہیں ہیں you still want to continue جی جناب۔

جناب گلزار احمد خان: ان کے منہ سے غلطی سے نکل گیا ہے sexful اس کو successful کر دیں آپ۔

Mr. Chairman: Record should be "successful". We move to Item 24. I think its best to do when the Ministers are here because at least we can register properly. So, I would suggest that we take it up at that time. Dr. Shahzad Waseem Item No. 24, but the minister is again not here. May be you need to defer.

ڈاکٹر شہزاد وسیم: defer کر دیا جائے۔ ٹھیک ہے۔

Mr. Chairman: Mr. Farhatullah Babar to move Item No. 25, not present. Item 26. Ch.Muhammad Anwar Bhinder. Please move your motion.

Motion under Rule 194.

Re: General Policies of WAPDA for its consumers.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to move that the House may discuss the policy of the WAPDA in respect of repeated increase in tariff of the domestic, agriculture and commercial connections, transmission losses, inadequacy of the supply, repeated failures of electricity and the top heavy management expenses of WAPDA.

Mr. Chairman: Any comments by the Minister.

چوہدری محمد انور بھنڈر: یہ تو وہ جناب conclusion میں دیں گے۔

Mr. Chairman: Any other speaker.

statement دے دیں اس کے بعد discussions میں کئی چیزیں cover ہو جائیں گی conclusion بعد میں کرلیں گے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب 194 کی ہے motion میں discussions شروع ہو جاتی ہیں۔ discussion ہی ہونی ہے اور finally وہ wind up کرتے ہیں لیکن جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

جناب چیئرمین: میں سمجھتا ہوں یہ پہلے mention ہوا تھا we can give any other input that can be taken. یہ بعد میں کر لیں۔ بعد میں کر لیں گے any other comments from you.

چوہدری محمد انور بھنڈر: میں نے یہ motion اس لئے دی ہے کہ اس ہاؤس میں واپڈا کی کارکردگی ، واپڈا کے tariff ، واپڈا کے transmission losses ، واپڈا کے commercial اور دیگر connection rates جن کی ہر روز قیمتیں بڑھتی ہیں، repeated failure of electricity and top headed management of WAPDA کو discuss کیا جائے۔

جناب والا ! یہ ایک بہت بڑا ادارہ ہے ، Water and Power Development Authority یہ اتنا بڑا ادارہ ہے کہ میرا خیال ہے کہ شاید اتنا بڑا اور کوئی ادارہ نہیں ہے لیکن اگر ہم دیکھیں تو یہ ادارہ عوام سے منتعلق ہے۔ ہر گھر میں بجلی جلتی ہے۔ بہت سارے آدمی اس کے consumer ہیں۔ اس کی پالیسیوں کا affect کم از کم ہماری 80 فیصد آبادی پر پڑتا ہے۔ وہ لوگ اس سے منسلک ہیں لیکن جناب والا ، میں یہ عرض کروں کہ جو تکالیف لوگوں کو ، عوام کو ہیں، وہ ایسی ہیں کہ ان کے تدارک کے لئے وہ ہر روز مارے مارے پھرتے ہیں۔ ان کا کوئی مداوا نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی سدباب ہوتا ہے۔ میں مختصراً ان تکالیف کی نشاندھی بھی کروں گا۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ پہلے بجلی کے rates کیا تھے اور آج بجلی کے rates کہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ پہلے بجلی کا rate غالباً ایک روپیہ یونٹ کے

قریب ہوا کرتا تھا لیکن آج چھ روپے فی یونٹ سے بڑھ گیا ہے اور متواتر اور مسلسل وقتاً فوقتاً یہ rates بڑھا دیئے جاتے ہیں۔یہ خیال نہیں کیا جاتا کہ اس کا عام آدمی پر کیا اثر پڑتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اب متوسط طبقہ ہی نہیں بلکہ امراء بھی اس کی زد میں ہیں۔ غریبوں کا تو کوئی حال ہی نہیں ہے۔وہ بجلی کے ان بلوں سے بہت پریشان ہیں۔ per unit بجلی کے rate بڑھائے ہیں 50 units تو یوں ہی خرچ ہو جاتے ہیں۔ آج کا زمانہ ایسا ہے کہ ہر آدمی کو بجلی کی ضرورت ہے۔ اگر سردیوں میں heater کی ضرورت ہے تو گرمیوں میں بھی اس کی ضرورت ہے۔ air-conditioners تو چلیں امراء لگاتے ہیں لیکن ان کو چلانے کے لئے بجلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بجلی کے جو rates دن بدن بڑھ رہے ہیں، یہ عوام کی طاقت سے باہر ہو رہے ہیں۔ خاص طور پر غریب طبقہ اس سے زیادہ متاثر ہوتا ہے اور اس کے بل ادا نہیں کر پاتا۔ آپ fixed income group کو لے لیجیئے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ fixed income group میں جو تنخواہ دار لوگ ہیں، جب ان تنخواہ دار لوگوں کو بجلی کا بل آتا ہے تو اس کو ادا کرنا ان کے لئے بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ہمارے ملک میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ بجلی کے بل آہستہ آہستہ بڑھائے جاتے ہیں۔ کبھی دس پیسے بڑھا دیئے جاتے ہیں، کبھی بیس پیسے بڑھا دیئے جاتے ہیں، کبھی ایک روپیہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ بجلی کے rates میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ commercial rates میں زیادہ اضافہ ہوتا ہے لیکن عام consumers rate میں بھی متواتر اور مسلسل اضافہ ہوتا ہے۔صرف یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ 50 units پر بجلی کے rate میں اضافہ نہیں ہوگا لیکن آج 50 units کیا ہیں۔ بل ایک مہینے کے بعد آتے ہیں۔ جناب والا، 50 units تو یونہی خرچ ہو جاتے ہیں۔اس لئے وہ relief جو بیان کی جاتی ہے وہ عوام کو نہیں ملتی۔ اس لئے بل مسلسل بڑھ رہے ہیں۔اس کے لئے کوئی rationalised policy ہونی چاہیے۔یہ نہیں ہونا چاہیے کہ جب چاہیں، اس authority سے اجازت لے کر بل بڑھا دیئے جائیں۔ بل بڑھاتے وقت لوگوں کی مالی استطاعت کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے کہ کیا لوگ یہ بل دے بھی سکتے ہیں یا نہیں۔

جناب والا، یہ بجلی اب necessity ہے۔ بجلی کسی وقت ایک luxury ہوا کرتی تھی لیکن آج ہر گھر کے لئے، ہر آدمی کے لئے، ہر consumer کے لئے بجلی ایک

necessity بن چکی ہے ۔ بجلی کے بلوں کا بار بار بڑھنے سے لوگوں کو بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے دوسری بات یہ عرض کروں کہ بجلی کے بل تو بڑھائے جاتے ہیں، واپڈا کے اخراجات بھی بہت زیادہ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اگر ہم بل نہ بڑھائیں تو یہ اخراجات کیسے meet کریں transmission losses کو کنٹرول کیا جائے اور ان کو کم کیا جائے۔ جتنا ہم اپنے transmission losses کو کنٹرول کرکے اپنا revenue زیادہ کر سکتے ہیں اس سے ہمیں قیمتیں بڑھانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔ جناب والا! یہ دیکھیئے اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں ۔ ایگریکلچر میں ٹیوب ویل کے کنکشن کے لیے بہت دشواریاں ہیں۔اس کا اور عام فارم بھی اتنا لمبا ہے کہ ایک زمیندار اور ایک کاشتکار اس فارم ہی کو بھرنا نہیں جانتا۔نہ بھر سکتا ہے ۔ پھر جناب ایک چکر ، پھر جناب test report ، پھر اس کے بعد SDO کے دفتر ، SDO کے دفتر ایک دفعہ جانے سے کسی کسان یا کسی زمیندار کے ٹیوب ویل کا کنکشن نہیں لگ سکتا۔جناب والا! ہمارے ساتھ ہی مشرقی پنجاب کے بارے میں ہم نے یہ سنا ہے کہ آج آپ کنکشن کے لیے درخواست دیں۔ کل آپ کا ٹیوب ویل کا کنکشن لگ جائے گا لیکن ہمارے ہاں یہ کیوں نہیں ہے ۔ہمارے ہاں جناب والا! کیوں بار بار جانا پڑتا ہے چکر کاٹنے پڑتے ہیں اور رسوا ہونا پڑتا ہے ۔ کوئی وہاں سننے والا نہیں ہوتا ہے اور بڑی دیر کے بعد کنکشن ملتے ہیں۔جناب والا! پھر کاشتکار کی زبوں حالی دیکھیئے کہ جہاں ٹرانسفارمر لگاتے ہیں، اگر میرا ٹرانسفارمر چوری ہو گیا ہے، میں نے تو چوری نہیں کیا۔چوری کی رپورٹ بھی دی ہے ۔ ادھر میری مونجی کی فصل ہو چاہے گنے کی فصل ہو ، میری کوئی بھی فصل ہو، فصل سوکھ رہی ہوتی ہے اور حکم یہ ہوتا ہے کہ تم ٹرانسفارمر کو درست کرا کر لاؤ۔ ہم ٹرانسفارمر آپ کو نہیں دیں گے۔جناب والا! میں نے سارے پیسے بھی دیے ہوئے ہیں ۔میں نے گناہ بھی کوئی نہیں کیا۔میں نے اس کی چوری بھی کوئی نہیں کی ، میں نے رپورٹ بھی درج کرائی ہے ۔میری فصل بھی ضائع ہو رہی ہے لیکن ٹرانسفارمر وہاں نہیں لگ پاتا۔

جناب والا! آبادیوں کو آپ دیکھیئے ۔ آبادیوں کے ٹرانسفارمر کی lights بہت poor ہیں۔ lights جو ہیں وہ اس بار کی متحمل نہیں ہوسکتیں۔ وہاں پر ٹرانسفارمر لگانے کے لیے لوگوں کو بھاگنا پڑتا ہے ۔ لوگوں کو سفارشیں ڈھونڈنا پڑتی ہیں۔ ٹرانسفارمر وقت پر مہیا نہیں ہوتے اور

اگر ٹرانسفارمر میں defect پڑ جائے تو وہ ٹرانسفارمر replace ہونا بہت ہی مشکل ہے ۔ جناب والا! لوگوں کو اتنی پریشانیاں ہیں اور اس معاملے پر اتنی تکالیف ہیں جناب والا' وہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ ایک آدمی ' اللہ دتہ ' یا محمد دین ایک عام زمیندار جس کا کنکشن اس لحاظ سے disconnect ہوا ہو کہ وہاں پر ٹرانسفارمر نہیں ہے ۔ وہ کہاں جائے ۔ SDO کے دفتر میں کہتے ہیں کہ پرسوں آنا ' پھر وہ دوبارہ جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ آج فلاں کلرک نہیں ہے ۔ پھر وہ جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ آج SDO صاحب دورے پر ہیں ۔ جناب والا! یہ ساری چیزیں اتنی تکلیف دہ ہیں کہ بعض اوقات آدمی محسوس کرتا ہے ----- مثلاً مجھے یاد ہے کہ fix tariff ٹیوب ویل لوگوں نے بڑے شوق کے ساتھ لگوایا تھا لیکن اس کے بعد سب نے disconnect کرا دیا اور اب بہت تھوڑے connection رہ گئے ہیں جو کہ fix rate کے ساتھ چلتے ہیں اور اس میں ان کو احساس یہی ہوتا ہے کہ billing زیادہ ہوتی ہے ۔ جناب پھر میں یہ عرض کروں کہ billing اور over billing کا معاملہ دیکھیئے ---

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی چیئرمین جناب خلیل الرحمن کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب والا! billing اور over billling کا معاملہ ایسا ہے جس سے میرا خیال ہے کوئی فرد بھی مستثنیٰ نہیں ہے ۔ بل اگر زیادہ آئے تو بل کو correct کرانا ' بل کو لے کر جانا ' اس میں یہ ہوتا ہے کہ تم بل ابھی جمع کرا دو ۔ تمہارا معاملہ کمیٹی میں جائے گا ۔ کمیٹی ایک مہینے بعد meet کرے گی ۔ اس کی meeting نہیں ہوئی تو وہ دو مہینے کے بعد meet کرے گی ۔ تم اپنا بل دے دو' اس کے بعد خواہ وہ کمیٹی یہ decide کر دے کہ اس کے بل میں واقعی اضافہ ہوا تھا لیکن اس میں یہ ہے کہ پہلے payment کرو پھر آپ کا معاملہ کمیٹی میں جائے گا اور پھر کمیٹی فیصلہ کرے گی ۔ over billing کی بھی بیشمار شکایات ہیں کہ واپڈا میں بہت over billing ہوتی ہے ۔ ہمارے معاشی حالات جناب کے سامنے ہیں ۔ عام آدمی میں کتنی سکت ہے ' عام آدمی میں کتنی طاقت ہے کہ وہ بل دے سکے اور پھر یہ over billing کیسے ادا کرے ۔ جناب والا! اس کے متعلق بھی کوئی

پرسان حال نہیں ہوتا اور اس over billing کے لیے بھی آدمی کو بہت سی پریشانیوں اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ rural areas میں بجلی کے repeated failures آتے ہیں، کوئی پتا نہیں ، کوئی schedule نہیں کہ کس وقت ، کتنا عرصہ بجلی بند رہے گی ۔ جی چاہے تو سارا سارا دن بند، جی چاہے تو موٹر چل رہی ہے ، پانی نکل رہا ہے ، یکدم بجلی بند ہوگئی۔ اس سے موٹر جل جائے گی، واپڈا کی کوئی responsibility نہیں ہے موٹر جلتی ہے تو جل جائے، خراب ہوتی ہے تو ہوجائے لیکن وہ جس وقت بھی چاہتے ہیں ، جب بھی چاہتے ہیں ، اس کو بند کر دیتے ہیں ، جب چاہتے ہیں چلا دیتے ہیں نہ rural areas یا urban areas میں کسی آدمی کو پتا ہے کہ کب shut down ہوگا، شاید چند لوگوں کو یہ پتا ہو ، جب اخبار میں کسی وقت انہوں نے دے دیا کہ اتنا shut down ہوگا وگرنہ عام طور پر معلوم نہیں ہوتا ۔ جناب والا، مجھے معلوم ہے ہمارے دفتروں میں shut down ہوتا ہے لیکن اس shut down کا ہمیں کوئی علم نہیں ہوتا خواہ وہ peak hours ہوں یا office hours ہوں لیکن indiscriminately اپنے خیال کے مطابق shut down کیا جاتا ہے ۔

development works جہاں بھی کئے جاتے ہیں ، اس کے بہانے ساری گلیاں اور نالیاں اکھاڑ دی جاتی ہیں ، کوئی پرسان حال نہیں ، کوئی compensate کرنے والا نہیں ہوتا ، کہتے ہیں ہم نے cable ڈالنا ہے ، cable ڈل جاتی ہے ، گلیاں نالیاں خراب ہو جاتی ہیں ، ان کو کوئی ٹھیک نہیں کرتا۔ ٹھیکیدار آتا ہے cable ڈال کر چلا جاتا ہے لیکن اس کے بعد ان کو کوئی نہیں پوچھتا۔ واپڈا کی یہ صورتحال ہے۔

جناب والا، اگلے دن اخبار میں سابقہ چیئرمین کی کارکردگی appreciate ہوئی تھی ۔ ان کی کارکردگی ہوگی لیکن میں عرض کروں کہ جو ground realities ہیں، جو موقع پر موجود لوگوں کی تکالیف ہیں ان کا لوگ ازالہ چاہتے ہیں ۔ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ ان کو کوئی relief دیں ، آپ ان کو جلدی بجلی کا connection دیں ، ان کے نرخ ارزاں کریں ، ان کے transmission losses کم کریں ، یہ ساری چیزیں ہیں جن کے متعلق عوام میں پریشانی

موجود ہے۔ میں نے اس لئے یہ تحریک دی تھی کہ اس کے متعلق زیادہ توجہ ہونی چاہیئے ، زیادہ غور ہونا چاہیئے ، زیادہ فعال اور موئثر پالیسی ہونی چاہیئے۔

جناب والا ، مجھے معلوم نہیں کہ top heavy management پر کتنا خرچہ آتا ہے لیکن جناب والا ، top heavy management پر بے شمار expenses ہیں لیکن وہ اگر ہوں بھی تو عوام برداشت کریں گے لیکن ساری سہولتیں بھی دی جائیں ۔ آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگلے روز میں نے arrears کے متعلق سوال کیا تھا ، جہاں تک arrears کا تعلق ہے یہ سب کی duty ہے federal government, provincial governments اور تمام محکموں اور divisions کی کہ وہ اپنے bills بروقت ادا کریں اور اگر آپ ہمارے connections, disconnect کرتے ہیں اور penalty ڈالتے ہیں تو ان سے بھی وصولی کیجیئے ۔ اگر آپ ان سے وصولی کرلیں ، اگر سارے محکموں سے وصولی ہو جائے تو میرا خیال ہے کہ آپ کو rates بڑھانے کی یا schedule revise کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ figures آپ کے سامنے تھیں ، پرسوں ہم نے ساری figures دیکھ لی ہیں۔ مجھے امید ہے وزیر صاحب ان تمام امور پر ضرور غور فرمائیں گے۔ شکریہ ،

Mr. Deputy Chairman: Thank you Bhinder Sahib. Mr. Naeem Hussain Chattha.

جناب نعیم حسین چٹھہ۔ Thank you Mr. Chairman سب سے پہلے تو میں جناب بھنڈر صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے یہ motion پیش کر کے ایک نہایت اہم موضوع کی طرف اس ایوان کی توجہ دلائی ہے۔ یقیناً اس سے بہت ساری public کا واسطہ ہے ۔

جناب والا ، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک بڑا غریب ہے اور یہاں بہت مہنگائی ہے اور میں آپ کو ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ مہنگائی کی سب سے بڑی وجہ واپڈا کی کارکردگی ہے۔ واپڈا ہی کی سپلائی کی وجہ سے لوگ غریب سے غریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کی چیرہ دستیوں ، ظلم اور زیادتیوں کا کوئی سد باب نہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے ۔ inconsistence of the

supplies' بلاوجہ load sheddings بغیر بتائے' یہ سب کچھ ہے - ان کی ٹیوب ویل کی موٹریں اور دوسری کئی موٹریں صرف phases پورے نہ ہونے کی وجہ سے جل جاتی ہیں' جن کا کوئی ذمہ دار نہیں ہوتا اور خواہ مخواہ قومی نقصان ہوتا ہے - جب ہم کنکشن لیتے ہیں تو یہ ڈیمانڈ نوٹس خاصا دیتے ہیں۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ پچھلی دفعہ ہم نے ٹیوب ویل کے demand notice ڈیڑھ' دو' دو لاکھ روپے کے دیئے - اس میں نئے کھمبے اور نیا structure سب کچھ شامل تھا لیکن ان کے پاس وہ supply نہیں تھی' انہوں نے پرانے کاٹ کر اور weld کر کے لگائے۔ اب جب نئے آ گئے ہیں تو کہتے ہیں کہ بس ایک دفعہ جو لگ جائے وہی رہتا ہے اس کے بعد کچھ نہیں ہوتا۔ انہوں نے قیمت نئے کی لی ہوئی ہے لیکن پرانے کہیں سے weld وغیرہ کروا کے لگا دیئے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہاں 7-1/2 یا 10 horse power کی موٹر لگوانی ہو تو یہ زبردستی اس میں 25 transformer کا لگاتے ہیں۔ نہ 10 کا transformer لگاتے ہیں اور نہ ہی 15 کا حالانکہ وہ available ہوتے ہیں۔ یہ بھی غریبوں کے لئے بڑی hardship ہے۔

جس طرح یہ بجلی زیادہ دیتے ہیں اسی طرح line losses ہیں - میں جناب والا' آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کا محکمہ بڑا ہے اور یہ سارے چھوٹے سے لے کر بڑے تک مفت بجلی consume کرتے ہیں یہ electric heater وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ جناب والا! یہ سارے کا سارا بوجھ' ان کی چیرہ دستیاں' luxuries اور عیاشیاں غریب لوگوں پر پڑتی ہیں۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں جتنا ظلم ہو رہا ہے' جس طرح مہنگائی بڑھ رہی ہے اور لوگ پس رہے ہیں اس میں سب سے زیادہ حصہ محکمہ واپڈا کا ہے۔ اگر بل غلط ہو جائے تو کوئی ٹھیک نہیں کرتا اور لوگوں کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ یہ excessive bill بھیجتے ہیں تو لوگ بجلی کے کاٹے جانے کے خدشے سے وہ بل ادا کر دیتے ہیں۔ جب بل بڑھ جاتا ہے اور enquiry ہوتی ہے تو یہ اسے refund یا کسی دوسرے بل میں adjust نہیں کرتے۔ جناب والا! یہ غریب public کے ساتھ اتنی بڑی زیادتی ہے جس کا سدباب از حد اور فوری طور پرضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتفاق سے ہمارے Federal Minister for WAPDA تشریف فرما ہیں--

جناب ڈپٹی چیئرمین: اتفاق سے تو نہیں، یہ آئے ہیں۔ اتفاق سے نہیں بیٹھے۔

he has made a point of coming here.

جناب نعیم حسین چٹھہ: اس لحاظ سے کہ یہ public کی ضرورت اور necessity ہے اور اس کے بغیر گزارہ نہیں ہے لیکن واپڈا والوں کی یہ لاپرواہی اور ان کی بدعنوانیاں ملک اور عوام کے لئے ایک بڑا بوجھ ہے۔ مہربانی کر کے Federal Minister صاحب ذاتی دلچسپی لے کر لوگوں کی تکالیف کا سدباب کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی درانی صاحب۔

جناب محمد علی درانی: میں مختصراً تین چار issues کی طرف توجہ دلاؤں گا۔

Mr. Deputy Chairman: Normally time limit is 5 minutes for a speaker. please stay within this time but does not matter if you go around it

جناب محمد علی درانی: سب سے پہلا issue جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہوں گا وہ line losses کا ہے۔ ایک وقت losses 30% and 40% کے درمیان تھے، اس وقت کہاں ہیں اس کے اوپر وزیر صاحب یقینی طور پر روشنی ڈال سکتے ہیں لیکن ان line losses کو اب تک کم کیوں نہیں کیا جا سکا اور اس کا بوجھ یقیناً ان عوام پر ہی پڑ رہا ہو گا جو یہ بل pay کرتے ہیں۔ حقیقت تو یہ تھی کہ اگر یہ line losses تھے تو ان کا burden واپڈا کو یا حکومت کو لینا چاہیئے تھا۔ یہ ایک ناجائز burden ہے جو کہ عوام پر ڈالا جا رہا ہے۔ اس incompetence یا technical flaw یا چوری کا جس کے ذمے دار عوام نہیں ہیں بلکہ اس کے ذمہ دار محکمہ ہے یا حکومت ہے۔

دوسرا issue جو میں اس موقع پر عرض کرنا چاہوں گا وہ گورنمنٹ taxes کا ہے۔ ہمیں تو ڈر لگتا ہے کہ کسی وقت آبیانے پر بھی sales tax اور دوسرے taxes نہ لگ جائیں۔ بجلی ایک ایسی utility ہے جو کہ اس معاشرے میں back bone کی حیثیت رکھتی ہے ہمارے ہمسایہ ملک میں agriculture کے لئے جس rate پر بجلی دی جا رہی ہے، اس کو

subsidize کیا جا رہا ہے۔ ہماری industry جس طرح سے اس وقت مہنگی بجلی کی وجہ سے پوری دنیا میں compete کرنے کی position میں نہیں آ رہی تو ایسی صورت میں بجلی کے اوپر وہ taxes ہیں جن کو ہم حکومت کی مدمیں وصول کر لیتے ہیں اور جناب وزیر صاحب یہ بھی عرض کر دیں کہ وہ کون کون سے اس کی مدمیں taxes ہیں جو مدات حکومت کو جاتی ہیں۔ کیا واپڈا اس issue کو گورنمنٹ کے ساتھ take up کر رہا ہے کہ یہ ایک basic necessity ہے؟ آج اس میں اگر حکومت کچھ sacrifice کرتی ہے تو اس کا definite return کل پورے ملک کی economy پر اٹھنے کی صورت میں، اس کی معیشت کا گراف اوپر جانے کی position میں آسکتا ہے۔ یہ ایک بڑا اہم نکتہ ہے جس کو یقینی طور پر واپڈا کو آگے بڑھانا چاہیئے۔

تیسری بات میں یہ کروں گا کہ agriculture اور industry کے لئے اس وقت ضرورت ہے کہ بجلی کو subsidize کیا جائے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کی معیشت کی back bone یعنی زراعت کو مضبوط کریں اور اس چیز کی انتہائی ضرورت ہے تو ٹیوب ویل کی بجلی کے جو rates ہیں ان کو subsidise کیا جائے اور اس حد تک subsidise کیا جائے جس حد تک انڈیا میں کیا جا رہا ہے۔ اگر international agencies اس چیز پر object بھی کرتی ہیں تو پاکستان کو اپنا کیس پوری قوت سے fight کرنا چاہیئے۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you Durrani sahib. Yes, Nighat Agha sahiba.

اگر کسی اور نے تقریر کرنی ہے تو اپنا نام دے دیں یہاں آ کر۔

ڈاکٹر نگہت آغا: میری request یہ ہے منسٹر صاحب سے کہ میرے گھر کا میٹر جو باہر پول پر لگا ہوا ہے وہ بہت slow ہوگیا ہے۔ میں نے آٹھ، دس مرتبہ اس کی شکایت کی ہے کہ جی بڑا slow ہوگیا ہے اس کو ٹھیک کردیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں آجکل یہاں رہتی ہوں اور وہاں پر بجلی کم استعمال ہوتی، لیکن وہ تو چلتا ہی نہیں ہے۔ اور میں نے بار بار ان کو بلا کر inspections بھی کروائی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دیکھیں ہم واپڈا کی بات کر رہے ہیں، گھر کی بات نہیں کر

رہے ہیں۔

ڈاکٹر نگہت آغا: جی میں واپڈا کے میٹر کی بات کر رہی ہوں۔ اب وہ کہتے ہیں کہ جی ہم last year کے جو bills ہیں ان کے مطابق بل بنا دیں گے۔ شکایت تو میں نے کی تھی کہ واپڈا کا میٹر نہیں چل رہا۔ اب یہ بھی زیادتی ہے کہ اکٹھا پانچ، چھ مہینوں کا بل جمع کراؤں کیونکہ یہ بہت مشکل ہوجائے گا۔ Secondly, اب میں ادھر رہتی ہوں اور وہاں پر اب اتنی consumption بھی نہیں ہے جتنی کہ پچھلے سال تھی۔ تو میری یہ request ہے کہ جب میٹر خراب ہوتے ہیں اور report ہوتے ہیں تو immediately دوسرے لگنے چاہئیں تاکہ جو بجلی ہم استعمال کریں اسی بجلی کا bill pay کریں۔ اب مجھے پانچ، چھ مہینوں کا بل آئے گا اور inflated آئے گا .obviously وہ دینا میرے لئے بہت مشکل ہوجائے گا تو یہ request ہے کیونکہ میں نے اور لوگوں کا بھی دیکھا ہے کہ جب میٹر خراب ہوجاتے ہیں تو رپورٹ کے باوجود immediately change نہیں کرتے۔ تو request ہے کہ immediately change ہوجائیں تاکہ ہم جائز بجلی کا بل pay کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وزیر صاحب یہ personal request تھی، as it had nothing to do with the discussion, I think.

Dr. Nighat Agha: Yes, but it is WAPDA.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ہاں یہ واپڈا سے ہے۔ جی ان کا فوراً میٹر ٹھیک کرائیں۔ بابر صاحب۔

جناب بابر خان غوری: شکریہ جناب چیئرمین۔

نہ گنواؤ ناوک نیم کش دل ریزہ ریزہ گنوا دیا
جو بچے ہیں سنگ سمیٹ لو تن داغ داغ لٹا دیا
میرے دوستوں کو خبر کرو صف دشمناں کو نوید ہو
وہ جو قرض رکھتے تھے جان پر وہ حساب آج چکا دیا

تو آج واپڈا کا حساب ہمارے بھنڈر صاحب نے چکا دیا اس موشن کو پیش کرکے۔ یہ

بہت اہم issue تھا جس کو آج یہاں پر لایا گیا اور اس میں کئی چیزیں ہیں جس پر ہمارے ساتھیوں نے بات کی، میں اس پر مختصر بات کروں گا۔ آپ نے پانچ منٹ کا وقت دیا ہے۔

آج اگر ہم اقتدار میں ہیں، تو عوام کی وجہ سے، عوام کے ووٹوں کی وجہ سے۔ جب بھی ہم جاتے ہیں الیکشن میں، ہمارے چاہے وزراء ہوں، وزیر اعظم ہوں، سینیٹرز ہوں، MNAs ہوں، MPAs ہوں، وہ جاتے ہیں، عوام سے ووٹ لیتے ہیں، وہاں پھر وعدے کرتے ہیں کہ جب ہم ایوانوں میں پہنچیں گے تو ہم آپ کے مسائل حل کریں گے، آپ کی مشکلات دور کریں گے لیکن ایوانوں میں پہنچ کر یا تو بھول جاتے ہیں، یا وہ کر نہیں پاتے، لیکن کوشش ضرور کرنی چاہیئے۔ اچھی کوشش ہے بھنڈر صاحب کی کہ واپڈا کی وجہ سے ایک important issue کو وہ لے کر آئے جو کہ ہر گھر کا مسئلہ ہے۔

ہمارے جو محترم وزیر ہیں، کافی کوششیں ان کی جاری ہیں۔ یہ نہیں کہ ہم صرف criticise کریں گے۔ واپڈا نے بہت سے اچھے کام بھی کئے ہیں۔ Line losses میں بھی کمی آئی ہے اور کئی اچھے اقدامات بھی ہیں لیکن کئی چیزیں ایسی ہیں جو توجہ طلب ہیں، جو ہمارا کام ہے کہ ان کو بتائیں اور ہمیں امید ہے کہ یہ action لیں گے۔ سب سے بڑی بات جو اس وقت ہو رہی ہے وہ ہے over billing کی اور خاص طور پر سندھ میں جو میٹرز لگائے گئے ہیں وہ تیز چلتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی بل سو روپے آتا تھا تو جب نیا میٹر لگا تو وہ بل Rs.150 ہوگیا۔ 50% to 60% meters fast چل رہے ہیں۔ ان کی شکایات کی جا رہی ہیں۔ آیا یہ policy کے تحت ہے، یہ تو وزیر صاحب بتائیں گے کہ یہ policy کے تحت ہے کہ وہ اپنے losses cover کرنے کے لئے عوام سے اس طرح وصولی کریں، لیکن جو چوری کرتے ہیں ان کو کوئی رکاوٹ نہیں ہے لیکن جو دے رہے ہیں ان سے اور مزید لیا جا رہا ہے۔

دوسری بات۔ دنیا میں قانون یہی ہے کہ جتنی زیادہ مقدار میں آپ کوئی چیز خریدیں گے وہ اتنی سستی ملتی ہے۔ ہمارے ہاں واپڈا میں الٹا نظام ہے، KESC میں الٹا نظام ہے۔ جتنی زیادہ بجلی خرچ کریں گے۔ اتنے per unit آپ کو زیادہ payment کرنی ہوگی۔ مثال کے طور پر 500 unit خرچ کریں گے تو Rs.5/- per unit اور اگر آپ 1000 unit خرچ کریں گے تو Rs.6/- per unit ہو جائیں گے، اگر آپ 2000 unit خرچ کریں گے تو Rs.7.50 per

unit ہوجائے گا۔ تو یہ الٹا حساب ہے یعنی آپ بجائے اس کے کہ لوگوں کو سہولتیں فراہم کریں، یہ آپ کے customers ہیں، اگر وہ زیادہ خرچ کر رہے ہیں تو یہ آپ کے اچھے customers ہیں، ان پر خاص توجہ ہونی چاہیئے لیکن ان کا الٹا نظام ہے۔ پھر جیسے ابھی درانی صاحب نے کہا کہ taxes لگا دیئے گئے ہیں۔ اس حکومت کے وجود میں آنے کے بعد، اس سے پہلے پچھلی حکومتوں نے جو زیادتیاں کیں عوام کے ساتھ، اگر ہم ان پر مرہم نہیں رکھیں گے تو ہمارا پھر کیا فائدہ۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ عوام کے جو مسائل ہیں اس کو حل کرنے کے لئے اگر ہم کچھ نہ کرسکے----- عوام کے لئے problem یہ ہوگئی ہے کہ پانی کی جگہ ان کو ٹینکرز لینے پڑتے ہیں، بجلی کی جگہ generator استعمال کرنا پڑتا ہے، پولیس کی جگہ ان کو private security guards لینے پڑتے ہیں۔

اب یہ صورتحال develop ہوگئی ہے۔ تعلیم کے لئے پرائیویٹ سکول جانا پڑتا ہے۔ یہ سارے کام حکومت کے ہیں۔ حکومت ان کو provide کرے تاکہ عوام کے جو بنیادی مسائل ہیں، وہ حل ہوں۔وہ چاہتے ہیں کہ ہماری roads صحیح ہوں، بجلی ہمیں ملے اور وہ تو payment بھی کر رہے ہیں۔ سب سے بڑا جو ظلم ہے کہ load shedding ہوتی ہے۔ اگر کوئی timings ہیں دو یا تین گھنٹے تو اس کے باوجود جو fix rate ہے وہ پھر بھی لئے جا رہے ہیں ۔ یعنی بجلی نہیں دی جا رہی لیکن payment لی جا رہی ہے۔ ہمارے پچھلے سینیٹ کے اجلاس میں ایک سوال کے جواب میں واپڈا نے یہ accept کیا کہ ہم لوڈشیڈنگ میں بھی charge کرتے ہیں۔ اتنا بڑا ظلم ہے۔ ہمارے محترم وزیر صاحب اب انقلابی اقدامات کریں گے کیونکہ مجھے امید ہے کہ ان کے اختیارات وسیع ہوئے ہونگے۔ واپڈا میں تبدیلیاں آئی ہیں۔ ضرور ان کا کچھ عمل دخل اور سنا بھی جا رہا ہوگا ۔ پہلے مسائل تھے۔ ہم سمجھتے تھے۔ اب ہمیں امید ہے کہ وزیر صاحب کی ضرور writ قائم ہوگی انشاء اللہ اور چونکہ عوامی نمائندوں کے لئے بہت ضروری ہوتی ہے ۔ لہذا کوشش یہ کرنی چاہیے کہ عوامی مسائل کو پہلے حل کریں۔ میری ان سے گزارش یہ ہے کہ آپ سب سے پہلے یہ دیکھیئے کہ کہاں کہاں بجلی چوری ہو رہی ہے، کنڈے لگے ہوئے ہیں ۔ ہنگامی کارروائی کرکے ان کو میٹر میں لائیں۔ ان کو میٹر میں لانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ان کو مفت میٹر مہیا کردیں یا معمولی رقم لے لیں تاکہ وہ ایک تو سسٹم میں آ جائیں۔

پہلے اگر ان سے یہ کہہ دیا گیا کہ آپ بجلی کے کنکشن کے لئے دس ہزار روپے دے دو تو ان کے گھر میں کنڈا لگا ہوا ہے بجلی آ رہی ہے ۔ سینکڑوں گھر ایسے ہیں ۔ ہر جگہ موجود ہیں ، کئی فیکٹریاں ایسے چل رہی ہیں تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ آپ نے بجلی مہنگی رکھی ہوئی ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے سسٹم ایسا بنایا ہوا ہے درخواست دینے کے لئے ، جیسے بھنڈر صاحب نے کہا کہ اتنا لمبا فارم ہوتا ہے کہ آدمی سمجھ ہی نہیں سکتا ہے ۔ آسان فارم ہو آپ کا نام ، پتہ ہونا چاہیے بھئی یہ جگہ ہے آپ کا میٹر لگنا ہے ۔

اب ایک پابندی لگا دی ہے کہ میٹر ہم سے لو ۔ پہلے مارکیٹ سے چائنا کا سستا ملتا تھا ۔ اس سے چار سو گنا مہنگا میٹر آپ مہیا کر رہے ہیں وہ بھی تیز چل رہا ہے ۔------

جناب ڈپٹی چیئرمین : اسی لئے تو provide کیا ہے ۔

جناب بابر خان غوری : یہی تو جناب میں کہہ رہا ہوں ۔ جناب آج تو یہاں ہم کھڑے ہیں لیکن کل جب دوبارہ عوام میں جائیں گے تو پوچھیں گے کہ وہ میٹر ایسے مہیا کر رہے تھے تو آپ نے کیا کیا ۔ کیوں نہیں شور کیا ، کیوں نہیں بات کی ۔ ہم نے کیوں نہیں اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا ۔ میں آج آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ کہوں گا کہ ہنگامی طور پر اس کا نوٹس لیں ۔ ان تمام میٹرز کو آپ لیں ۔ اچھا 'اس کو چیک کون کرتا ہے ۔ یعنی بلی سے دودھ کی رکھوالی ۔ واپڈا کا میٹر تیز چل رہا ہے چیک کرنے بھی واپڈا کا آدمی آ رہا ہے کہ جی میٹر صحیح ہے ۔ کوئی اور اتھارٹی ہو جو یہ میٹر چیک کرے کہ کیا یہ میٹر صحیح ہے یا نہیں۔ کوئی اور Special team بنا دیں جس کا واپڈا سے تعلق نہ ہو ۔ اس طرح کوئی بہتری آئے گی ۔ امید ہے وزیر صاحب ان گزارشات پر ضرور توجہ دیں گے ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نصیر مینگل صاحب ۔

میر محمد نصیر مینگل : جناب چیئرمین ! میں شکرگزار ہوں کہ آپ نے بولنے کا موقع دیا ۔ ہم بھنڈر صاحب کے مشکور ہیں کہ وہ واپڈا کے اس مسئلے کو زیر بحث لائے ۔ بلوچستان میں یہ ایک شدید مسئلہ ہے ۔ وہاں law and order کا مسئلہ صوبائی اور مرکزی حکومت کے لئے پیدا ہوتا ہے اور ساتھ ہی ہم عوامی نمائندے بھی پریشان ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بلوچستان کو

subsidised rate دیا گیا ہے ۔ بلوچستان کے لوگ payment نہیں کرتے ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ابھی ہم عید پر گاؤں گئے تھے تو تین دن تک ہمارے گاؤں میں بغیر کسی اعلان کے لوڈشیڈنگ کی گئی ۔ اگر پانچ منٹ کے لئے بجلی آ جاتی تو پانچ گھنٹے غائب تھی ۔اس طرح نہ وہاں کے telephone exchange کام کرسکتے ہیں ، واٹر سپلائی یا پینے کا جو پانی ہے وہ نہیں اور نہ ہی آٹے کی چکیاں چل سکتی تھیں ۔ اس صورتحال سے لوگ زیادہ مشتعل ہوتے ہیں۔جیسے بابر صاحب نے کہا کہ اگر وہ اس طریقے سے fix rate لیتے ہیں تو لوڈشیڈنگ اور بجلی مہیا نہیں کر رہے ہیں تو اس کے لئے چاہیے کہ پیسے بھی اسی حساب سے لیں ۔ کافی اس سے inconvenience پیدا ہوتا ہے ۔ ہمارے ہاں چونکہ زیادہ تر agriculturists ہیں ۔ گندم کا موسم ہے ۔ اگر دو گھنٹے بھی پانی نہ ملے تو ان کو کافی suffer ہونا پڑتا ہے۔ اس دفعہ ہم گئے تو چوبیس گھنٹے میں مشکل سے دو تین گھنٹے بجلی آ تی ہے ۔ پانچ منٹ کے لئے آئی تو پانچ گھنٹے چلی جاتی ہے ۔ سردیوں کا موسم ہے ۔ ہیٹرز نہیں چل سکتے ہیں۔ واٹر سپلائی اور آٹے کی چکیاں نہیں چل سکتی ہیں ۔ لہذا اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے ۔ improvement ہونی چاہیے۔ وزیر صاحب موجود ہیں۔ عید کے موقع پر تین دن تک ہمارا صوبائی ہیڈکوارٹر سے رابطہ نہیں ہو سکا بجلی کی وجہ سے کیونکہ وہاں پر جب بجلی چلی جاتی ہے تو telephone exchange کام کرنا بند کر دیتا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہوتا ہے۔ وہاں پر لوگ پریشان ہوتے ہیں۔ وہاں پر واپڈا کے کچھ low level کے لوگ مل connection کر دیتے ہیں جس کو وہ illegal کہتے ہیں۔ جب ہم کوشش کرتے ہیں کہ regularlise کریں۔ گورنمنٹ کو revenue آجائے۔ ادائیگی بھی ہو جائے تو اس وقت وہ کہتے ہیں کہ regularlise نہیں ہو سکتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہ illegal connections اسی طریقے سے جاری رہیں اور گورنمنٹ کو بھی نقصان ہو، لوگ سڑکوں پر بھی آئیں اور لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو۔ بلوچستان میں، خصوصی طور پر ڈسٹرکٹ خضدار میں دو سب ڈویژن ہیں نال اور وڈ وہاں پر بجلی کی حالت بہت بری ہے ۔وہاں بجلی پانچ دس منٹ کے لئے آکر پانچ دس گھنٹے غائب رہتی ہے۔ وہاں گندم کا season ہے لوگ کاشت نہیں کر سکتے۔ سردیوں کا موسم ہے کوئی ہیٹر نہیں چل سکتا۔ پانی پینے کے لئے نہیں مل سکتا کیونکہ low pressure کی وجہ سے موٹر نہیں چل سکتی۔ آٹے کی چکی نہیں چل رہی۔ خدارا میں منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ جب ہم بات کرتے ہیں تو وہ نوٹ لے لیا کریں تاکہ یہ مسائل حل ہو جائیں

ورنہ یہ رفع دفع نہیں ہوسکیں گے۔ لہذا خضدار ڈسٹرکٹ میں بجلی کو unscheduled لوڈشیڈنگ کا نام دے دیں یا جو بھی کہیں کہ چوبیس گھنٹے میں چار گھنٹے بجلی آتی ہے اور جب بل لینے کے لئے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ فوراً میٹر اتارو۔ اس میں بھی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہوتا ہے۔ لہذا اس پرخصوصی توجہ دی جائے۔ ایک تو بغیر اطلاع کے لوڈ شیڈنگ بالکل نہیں ہونی چاہیئے۔ دوئم جو واپڈا کا نیچے والا عملہ مل کر illegal طریقے سے کنکشن لگوا دیتے ہیں---

جناب ڈپٹی چیئرمین : please ذرا wind up کرلیں۔

میرمحمد نصیر مینگل : اگر یہ پہلے پیش بندی کریں ان کے لائن مین وغیرہ جائزہ لیتے رہیں تو غلط کنکشن لگ ہی نہیں سکتا۔ لگنے کے بعد اتارنے کے لئے صوبائی حکومت، مرکزی حکومت، وہاں پر لوکل حکومت سب کو مسئلہ ہو جاتا ہے تو اس پرخصوصی توجہ دینی چاہیئے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ مینگل صاحب مہیم خان بلوچ ۔

جناب مہیم خان بلوچ: واپڈا کے سلسلے میں اس وقت ایک موشن انور بھنڈر صاحب نے پیش کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پورے پاکستان کے لوگ، چاہے وہ گھریلو صارفین ہوں، یا ایگریکلچرل صارفین ہوں تمام کے تمام اس سے منسلک ہیں۔ میں سب سے پہلے domestic کو لیتا ہوں کہ اس وقت جو عالمی طور پر رپورٹ شائع ہوئی ہے اس کے تحت اس ملک کے چودہ کروڑ عوام میں سے چالیس فیصد عوام غربت کا شکار ہیں۔ یہ چالیس فیصد وہ لوگ ہیں جو دو وقت کی روٹی کے محتاج ہیں۔ ان چالیس فیصد میں اگر جہاں بھی کوئی بجلی ہے تو وہ بھی محدود ہے اور ظاہر بات ہے کہ وسائل نہ ہونے کی وجہ سے وہ بھی بجلی سے محروم ہیں۔ ہمارے policy makers نے جو پچاس یونٹ تک رعایت دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ چالیس فیصد کی عوام کو اگر سو فیصد کے حساب سے دے دیں تو اچھا ہوگا۔ یہ جو چالیس فیصد عوام غریب ہیں ان کو یہ رعایت نہیں ملتی۔ ظاہر بات ہے کہ اس سلسلے میں ایک جامع پالیسی ہونی چاہیئے جس سے خاص کر ہماری چالیس فیصد غریب آبادی کو فائدہ ہونا چاہیئے۔

دوئم آبادی کے حوالے سے lower middle class آتا ہے۔ lower middle class میں چھوٹے تاجر بھی آتے ہیں، چھوٹے کسان بھی آتے ہیں اور ہمارے ملازمین بھی آتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ اگر بجلی اتنی مہنگی ہے ، بل کا سسٹم صحیح نہیں ہے۔ جس طرح ہمارے ایک دوست نے کہا کہ آج کل میٹر بھی تیز چل رہے ہیں اور نئے سے نئے ٹیکس لگائے جا رہے ہیں۔ ہماری lower middle class اس سے بہت پریشان ہے۔ lower middle class بھی آبادی کا 30,35% یا 40% ہیں۔ اس سلسلے میں جو نقص ہے، جو کمی ہے، جو خامیاں ہیں ان کو بھی دور کیا جائے۔ مجموعی طور پر بجلی کے بل جو دن بدن بڑھ رہے ہیں ان کو بھی روکا جائے۔اس سلسلے میں مزید اقدامات کئے جائیں۔

تیسری بات آتی ہے agriculture feed and commercial کے حوالے سے - یہ ظاہری بات ہے کہ پاکستان کی آبادی کا دارومدار زراعت اور ہماری انڈسٹری پر ہے اور انہی کی production عالمی منڈیوں میں جاتی ہے۔ اگر بجلی مہنگی ہے تو ظاہری بات ہے cost of production مہنگی ہوگی۔ اگر cost of production مہنگی ہے اور آج کل ہم WTO کے ممبر بھی ہیں اور 2005ء میں ہم ان کی شرائط کو قبول کرنے جا رہے ہیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ بجلی کی جو رعایت کمرشل اور agricultural صارفین کو دی جا رہی ہے، اس سے عالمی منڈی میں ہماری export کی مانگ کافی کم ہو جائے گی۔ اگر ہماری export کم ہوئیں تو ظاہری بات ہے کہ foreign exchange کمانے کا جو ذریعہ ہے اس سے ہم محروم ہوجائیں گے۔

اب ایک اور بات ہے کہ بجلی مہنگی ہونے کی وجہ سے ہماری انڈسٹری کو چاہیے کہ وہ فرنس آئل استعمال کریں۔ فرنس آئل کا تمام ٹھیکہ دو کمپنیوں کو دیا ہے۔ میں کہتا ہوں ان کمپنیوں کے ساتھ ساتھ وہ تاجر جو ایران سے ،سعودی عرب سے یا دوسرے ملکوں سے آئل لینا چاہتے ہیں، وہ کھلی منڈی سے سستے داموں ان کو ملے گا۔ باقی لوگوں کو بھی اس چیز کی اجازت ہوکہ وہ فرنس آئل لائیں کیونکہ زراعت یا انڈسٹری بجلی کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کے استعمال سے ان کو production میں کافی مدد ملے گی۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو بھی موقع دیا جائے کہ وہ اس تیل کو import کریں۔

اس کے علاوہ خاران کی بات ہے بلکہ میں پورے بلوچستان کی بات کرتا ہوں۔ہمارے سرد علاقوں میں ہمارے ٹیوب ویل کا ایک نظام ہے وہ اب بہت محدود ہو گیا ہے۔ گرم علاقے ہمارے بہت سے ہیں جن میں بیلا ضلع ہے، آواران ہے اور بالخصوص خاران اور چاغی ہیں سال بھر وہاں فصلیں ہوتی ہیں، وہاں زرعی پانی بھی بہت ہے، زمین بھی بہت ہے لیکن بس بجلی کا مسئلہ ہے۔ میں خاران کے سلسلے میں وزیر صاحب کو لکھ چکا ہوں کہ میرا تعلق اس ضلع سے ہے اور وہاں بہت آبادی ہے۔ وہاں آپ ہزاروں کنکشن بھی دیں تو وہ بھی کم ہیں۔ وہاں بہترین زرخیز زمین موجود ہے، پانی بھی وہاں موجود ہے لیکن بجلی کے سلسلے میں وہاں بنیادی طور پر کوئی پیکج نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آجکل وہاں پر ٹیوب ویل کا کنکشن ڈھائی لاکھ روپے میں ملتا ہے۔ اب ڈھائی لاکھ آپ نے صرف کنکشن کا رکھ دیا ہے۔ یہ کنکشن بذات خود بھی بڑا مسئلہ ہے۔ اتنا مہنگا کنکشن کون لے سکتا ہے۔ لہٰذا ہمارے اس پسماندہ علاقے میں کنکشن کے ریٹ کو کم کیا جائے اور ان علاقوں بالخصوص خاران کو special package دیا جائے کیونکہ بلوچستان کی تمام زراعت انہی ٹیوب ویلوں پر ہوتی ہے۔ پٹ فیڈر تو صرف دس فیصد کو cover کرتی ہے۔ لہٰذا خاران جیسی زرخیز زمین اور جہاں پانی بھی موجود ہے اسے special package دیا جائے تاکہ وہاں زیادہ سے زیادہ ٹیوب ویل لگیں۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ جناب بلوچ صاحب۔ کمیلی صاحب! would you like to speak?

جناب محمد عباس کمیلی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آج بھنڈر صاحب نے جو موشن پیش کی ہے یہ وقت کی اہم ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ law of necessity کی جو doctrine ہے اس کو یہاں پر apply ہونا چاہیے۔ WAPDA and KESC both not only WAPDA اور یہ اہم ترین issue ہے اور اس پر میں ضرور کچھ بولنا چاہوں گا۔ میں شکر گزار ہوں کہ آج وزیر صاحب موجود ہیں جو گزشتہ Question Hour میں نہیں تھے۔ ان سے

متعلق میں نے تین سوال کئے تھے ۔ وہ تینوں defer ہوئے تھے کیونکہ یہ نہیں تھے۔ Kindly اپنے سٹاف کو بھی آپ inform کریں کہ وہ defer ہوئے ہیں۔ ان کے نہ ہونے کی وجہ سے ان پر discussion نہیں ہوسکی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آج وہ بہ نفس نفیس خود آ گئے ہیں۔

جناب محمد عباس کمیلی: جی ہاں۔ اب میں جو باتیں ہو چکی ہیں انہیں تو پیش نہیں کروں گا لیکن ایک بات کہ energy charges جو ہیں اس کے ریٹ تو بہت کم ہیں لیکن جو دوسرے ٹیکس ہیں اور دوسرے سرچارج لگائے گئے ہیں وہ کتنے زیادہ ہیں۔ آپ بل اٹھا کے دیکھ لیں۔ ان کا کوئی جواز نہیں ہے۔ایک مرتبہ عارضی مدت کے لئے کوئی ٹیکس یا سرچارج لگ جاتا ہے تو وہ ہمیشہ کے لئے قائم و دائم ہو جاتا ہے اور وہ ختم نہیں ہوتا۔ Fuel adjustment charges, fuel کی قیمت گھٹ بھی جائے لیکن وہ سرچارج برابر قائم رہتا ہے۔ اسی طرح بہت سارے سرچارجز ہیں جو بدستور قائم رہتے ہیں۔ Energy charge تو روپیہ ڈیڑھ روپیہ ہے لیکن اگر آپ ٹوٹل کریں تو فی یونٹ ساڑھے چھ روپے پڑ جاتا ہے۔ یہ ظلم ہے یا نہیں ہے۔
میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں جو بہت زیادہ خودکشیاں ہو رہی ہیں ان کا سبب بھی واپڈا اور KESC کے bills ہیں۔ میں نے اس روز بھی یہ issue raise کیا تھا کہ fixed charges, which is called Minimum charges یہ بڑے consumers پر جن کا fifty سے اوپر load sanctioned ہے، applicable ہے جو کہ per month لگتا ہے، 255 rupees per month ہے اور that is only payable in case of continuous and uninterrupted supply لیکن ان کی طرف سے سال بھر announced and unannounced load shedding ہوتی ہے اور کئی کئی گھنٹے روزانہ بجلی جاتی ہے۔ مہینہ میں اس کو calculate کریں تو یہ کئی گھنٹے بن جاتے ہیں۔ اس کے باوجود fixed charges برابر لے رہے ہیں which is illegal۔ اگر یہ continuous supply دیتے ہیں تو اس کا حق بنتا ہے otherwise continuous supply نہیں ہے تو fixed charges انہیں charge کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ Kindly اس point کو وزیر موصوف نوٹ کریں۔ Electricity Act کو

اٹھا کر دیکھیں fixed charges and minimum charges کے بارے میں clearly لکھا ہوا ہے اور اگر یہ چاہیں گے تو میں ان کو وہ clauses پیش کر دوں گا۔

اس کے علاوہ سردی میں لوڈشیڈنگ ہوتی ہے۔ کہتے ہیں ہمارے پاس بجلی کم ہے تو پھر سردی میں یہ option دیں کہ جو consumer disconnect کرتا ہے اس سے fixed charges نہ لیں۔ آپ یہ option بھی نہیں دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس بجلی کم ہے اور لوڈشیڈنگ بھی کر رہے ہیں۔ اس point کو خاص طور پر off season کے تعلق سے نوٹ کیا جائے۔ System development charges exorbitantly انہوں نے charge کر لئے جس کا ٹوٹل ساڑھے چھ ہزار روپے تک پہنچ جاتا تھا جس میں ساڑھے تین ہزار روپے development کے تھے اور غالباً 3 ہزار security deposit کے۔ اس میں consumers کو harass کیا گیا۔ بہت سوں کے connections کاٹ دیئے گئے۔ خاص طور پر کراچی میں بہت کچھ ہوا ہے اور یقیناً پنجاب میں بھی ہوا ہے اور اس کے بعد وہ اب abolish ہوئے لیکن پچھلے period میں ڈنڈے کے زور پر system development charges کے نام پر جو وصولی کی گئی ہے وہ واپس ہونی چاہیئے۔اس سلسلے میں اس point کو خاص طور پر نوٹ کیا جائے کہ آپ نے وہ illegal recovery کی ہے۔ظاہر ہے وہ charges غلط تھے۔ اب تک کوئی system develop نہیں کیا ہے، ویسی کی ویسی ہی تاریں ہیں، ویسی کی ویسی ہی بجلی ہے، ویسے کے ویسے ہی کھمبے ہیں اور سارا نظام failure ہے۔اس کے باوجود system development charges ہیں۔ جس وقت نیا کنکشن دیا جاتا ہے اس وقت آپ charges لے لیتے ہیں جو کہ آپ نے لینے ہوتے ہیں لیکن بیس سال بعد آپ دوبارہ system development charges لے رہے ہیں اور لے چکے ہیں۔ اس کا کوئی جواز نہیں، انہیں واپس ہونا چاہیئے۔

اب new connections میں۔ جس بلڈنگ میں کچھ defaulters ہوتے ہیں اگر اس بلڈنگ میں کوئی نیا consumer آتا ہے تو اس کو کنکشن نہیں دیتے۔ بھئی جو نیا consumer آ رہا ہے، نیا tenant آ رہا ہے، اس کا کیا قصور ہے؟ اسے آپ کنکشن کیوں نہیں دے رہے ہیں؟ ایک اور بات ہے کہ average bill. I don't agree with it. میٹر خراب ہو

چکا ہے، میٹر disconnect ہے، بجلی استعمال نہیں ہو رہی لیکن برسوں تک average billingہوتی رہتی ہے اور consumer کے نام پر لاکھوں روپے چڑھ جاتے ہیں۔ ابھی sales tax کی بات کی گئی۔ Sales Tax ہر بل میں ایسی انڈسٹریز سے charge کر رہے ہیں جو کہ exemptedہے Sales Tax Act میں being eatable. ۔ جو چیزیں eatable ہیں ان پر sales tax applyنہیں ہوتا۔ وہ end consumer سے بھی وصول نہیں کر سکتے لیکن یہ اپنے بلوں میں continuously sales tax ہر مہینے لگاتے ہیں اور اس سے کروڑوں روپے وصول کر رہے ہیں جو معلوم نہیں کیا ہوتا ہے اور کہاں جاتا ہے۔

Fast meter کی بات ہوئی ہے۔ پہلے ہی سے ان کے meters 23% fast ہوتے ہیں اور fast meters 30% fast ہوتے ہیں، یہ اس کو deny نہیں کر سکتے۔ میرا اپنا معاملہ ہے کہ میں دو مرتبہ ان کے میٹر کو 39% fast ثابت کر چکا ہوں اور allowance بھی وصول کر چکا ہوں۔ لہذا it is a practice, کہیں پر meters fast ہوتے ہیں۔ Kindly normal metersلگائیں۔ اگر complaint کی جائے کہ میٹر fast ہے تو کوئی نہیں سنتا۔ لیبارٹری ان کی اپنی۔ یہ کبھی اپنے میٹر کو fast تسلیم نہیں کرتے بلکہ اگر میٹر صحیح بھی کام کر رہا ہو تو اسے بھی slow قرار دیتے ہیں اور consumer کی غیرموجودگی میں testing ہوتی ہے۔

testing کرنے کی ایک لیبارٹری electrical inspector کے تحت ہونی چاہئیے، electrical inspector is arbitrator اس کے پاس cases decide ہوتے ہیں لیکن وہ بھی مجبور ہے کہ ان کے پاس کوئی testing laboratory نہیں ہے، ایک independent laboratory ہونی چاہئیے۔ ان کی لیبارٹری پر انحصار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس dispute میں یہ ایک پارٹی ہیں یا پھر اسی جگہ پر ایک check meter لگا دیں جہاں پر ان کو شبہ ہے کہ یہ slow ہے یا consumer کہتا ہے کہ fast ہے، ایک اور check meter لگا دیں۔ اس طرح چوری ہے یا fast ہے وہ چیز ثابت ہو سکے گی۔ رہ گئی چوری کی بات اور line losses حضور والا! چوری ایسے نہیں ہوتی ہے، چوری ملی بھگت سے ہوتی ہے، چوری یقیناً ملی بھگت سے ہوتی ہے اور اس میں share ہوتا ہے۔ میں ایک suggestion دوں گا کہ جو meter readers ہیں، جو engineers ہیں ـــــ ان کا احتساب کریں اور دیکھیں کہ ان کی تنخواہیں کتنی تھیں اور کروڑوں

روپے انہوں نے بنائے ہیں۔ وہ سب کہاں سے آئے ہیں؟ یہ چوری بالکل ملی بھگت سے ہوتی ہے اور کھلے عام ہوتی ہے۔ کراچی شہر میں کنڈے سرعام لگے ہوئے ہیں۔ جو روڈ سے نکلتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ کنڈے لگے ہوئے ہیں، ان کو نظر نہیں آتے ہیں۔ یقیناً اس میں آشیرباد حاصل ہے اور باقاعدہ share ہے۔ اس وقت یہ position ہے کہ وہی industry survive کر سکتی ہے جو ان سے ملی بھگت کر کے بجلی چوری کرے اور جو بجلی چوری نہیں کرتا وہ survive نہیں کر سکتا۔ میں اس floor پر نام لئے بغیر ایک Ex-MD کا ایک جملہ دہرانا چاہتا ہوں جس نے خود میرے سامنے کہا تھا کہ کراچی میں کسی شریف آدمی کو کوئی industry نہیں لگانی چاہئیے۔ حضور والا! یہ سارے حقائق ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ذرا wind up کریں۔

جناب محمد عباس کمیلی: جناب والا! Opposition بھی نہیں ہے، کچھ اس کا بھی وقت دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، آپ کے points important تھے اس لئے میں نے آپ کو ایک منٹ extra دیا ہے۔

جناب محمد عباس کمیلی: اچھا۔ اب ایک بات اور ہے، raids اچانک ہوتے ہیں، گھروں میں چلے جاتے ہیں، کتنے بلب لگے ہوئے ہیں، کتنی ٹیوب لائٹیں لگی ہوئی ہیں، کتنے پنکھے لگے ہوئے اور اس کے بعد آپ کا بل اتنا ہونا چاہئیے، آپ کا بل کم آتا ہے، آپ کا 25% آتا ہے، یہ کونسا طریقہ ہے۔ جتنی consumption ہوگی اتنا ہی بل آئے گا۔ Meter کو ثابت کریں کہ وہ slow ہے یا fast ہے۔ اگر میرے گھر میں دس بلب لگے ہوئے ہیں تو ضروری نہیں ہے کہ وہ ہر وقت جلتے رہیں اور load shedding بھی ہوتی ہے۔ گھروں میں harassment ہوتی ہے، factories میں harassment ہوتی ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ وقت نہیں ہے تو میں ایک suggestion دے کر گفتگو ختم کر رہا ہوں۔ Kindly اس کو note کیا جائے۔ KESC اور WAPDA کی management کسی technocrat کو دی جائے یا کسی parliamentarian کو دی جائے۔ اس صورت میں یہ losses کم ہوں گے اور

recoveries بھی ہوں گی۔ ورنہ جس طرح سے یہ معاملہ چل رہا ہے اگر اسی طرح چلتا رہا تو جتنی بھی recoveries ہو رہی ہیں، WAPDA اور KESC ،ہمیشہ loss ہی میں جائیں گے، کبھی یہ losses سے نکل نہیں سکتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ کمیلی صاحب! وہ Meter والی ترکیب ہم سب کو سمجھا دیں۔

جناب محمد عباس کمیلی: وزیر صاحب بیٹھے ہیں، اگر ان کا معاملہ ہو جائے تو یہ بتا دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نثار میمن صاحب ۔ جی میمن صاحب کی باری ہے آپ کو اس کے بعد موقع دیتا ہوں ۔

جناب نثار احمد میمن: بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں بھنڈر صاحب کو مبارکباد دینا چاہوں گا کہ انہوں نے ایک بہت ہی اہم موضوع کو House میں motion کے ذریعے introduce کیا ہے اور میں دوسرے معزز اراکین کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے بہت ہی اچھے points لئے ہیں۔ لہذا، میں ان کو دہرانا نہیں چاہوں گا اور صرف اتنا کہوں گا کہ میں ان کے ساتھ ہوں اور ان کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ وہ سارے points جو ارکان لائے ہیں، وہ بالکل ہی valid تھے۔ خوشی اس بات کی ہے کہ وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور note کر رہے ہیں۔ یقیناً اس پر کارروائی بھی ہو گی۔ چند چیزیں جو منظر عام پر نہیں آئی ہیں میں ان کو لانا چاہوں گا۔ Agriculture کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ علاقے جیساکہ کراچی کے ساتھ ملیر کا green belt ہوا کرتا تھا، وہاں پر ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں، وہاں پر پانی نہ ہونے کی وجہ سے بہت نیچے جا کر electricity استعمال کرنی پڑتی ہے۔ وہاں پر جو پچھلے bills تھے، بلوچستان میں تو fix کر لئے گئے تھے، کراچی میں ملیر کے علاقے میں نہیں کئے گئے تھے، اب یہ ہوا ہے کہ KESC نے یہ تہیہ کیا ہے کہ بلوچستان کی طرح ملیر کو بھی treatment دیں گے۔ انہوں نے اپنے حصے کا 30% مان لیا ہے ۔ سندھ حکومت بھی متفق ہے ۔ وزیر صاحب کو میں درخواست کرچکا ہوں ملیر کے لوگوں

کی جانب سے اور مجھے یقین ہے کہ آج وہ اس چیز کا اعلان کریں گے اور اپنے حصے کا مانیں گے تاکہ اس کو implement کیا جائے اور کراچی میں ملیر کا agriculture کا green Belt پھر سے revive ہوسکے۔

جناب والا! ایک بات جو کراچی کے متعلق ہے وہ ہے KANUPP کا Nuclear Plant. اب خبریں آرہی ہیں کہ شاید اس کو upgrade کیا جارہا ہے یا replace کیا جارہا ہے۔ چونکہ اب private power institute ہو چکے ہیں، کمپنیاں لگ چکی ہیں، کیا اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کو پھر سے renew کیا جائے اور اگر کیا جارہا ہے تو کیوں کیا جارہا ہے؟ اس پر حکومت کا کتنا خرچہ ہوگا اور اس سے بجلی کی کتنی پیداوار حاصل ہوگی اور کب تک یہ ہوگا؟ اس کے بارے میں بھی وزیر صاحب اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے۔ اس میں یقیناً اس بات کو دیکھنا پڑے گا کہ بابا بھٹ کے Island اور ساحلی علاقے میں جہاں پر سارے غریب لوگ رہتے ہیں، جس طرح ملیر میں غریب ہیں، اسی طرح بابا بھٹ کے Island میں بھی غریب لوگ ہیں، ساحلی علاقوں پر بھی غریب لوگ رہتے ہیں ان کی environment پر KANUPP کے اس پلانٹ کو اگر بنایا جارہا ہے تو یہ اس پر کتنا اثرانداز ہوگا؟ اس کے لئے بھی کوئی study ہو رہی ہے یا نہیں؟ جو آج effect ہوا ہے یا کل کو ہوگا مجھے یقین ہے کہ وہ اس کے بارے میں بھی اپنی رائے بیان کریں گے۔

آخر میں، میں تیسری بات کروں گا۔ چوری کی تو بڑی باتیں ہوئی ہیں مگر ایک چوری کا ذکر ابھی تک نہیں آیا ہے جو کہ میں نے سندھ کے گاؤں ٹھٹھہ میں اور خاص طور پر گھجو کے قریب خود جا کر دیکھا ہے کہ وہاں پر line کاٹ دی جاتی ہے، چوری ہو جاتی ہے اور بجلی چلی جاتی ہے۔ میں معزز وزیر سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں حیدرآباد کے جو انچارج ہیں، انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں؟ چونکہ سننے میں یہ آتا ہے کہ وہاں شاید شنوائی بڑی کم ہوتی ہے۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ کتنے میٹرز تار کی چوری ہو چکی ہے یا اس سال میں ہوئی ہے تو کتنی ہوئی ہے؟ پورے سندھ کے علاقے میں تین چار جگہوں سے مجھے پتہ چلا ہے کہ ایسا ہوا ہے۔ اس چوری کو روکنے کے لئے کیا اقدامات کئے جارہے ہیں؟

لوڈشیڈنگ کا میرے دوستوں نے ذکر کیا تو میں یہ کہوں گا کہ ہماری مسلم لیگ کی

کئی meetings لوڈشیڈنگ کی نذر ہوئی ہیں سندھ کے علاقے میں کیونکہ وہاں پر پتہ چلا کہ لوڈشیڈنگ ہوئی ہوئی ہے میں آپ کو لاڑکانہ کی تازہ مثال دینا چاہتا ہوں۔ ممکن ہے وہاں کے local government کے ناظم صاحب اس پر نظرثانی کریں گے ۔ مگر یہ چونکہ واپڈا کی لوڈشیڈنگ تھی تو میں آپ کے سامنے یہ بات کر رہا ہوں ۔چونکہ سارے مسائل کا ذکر ہوا ہے تو مجھے یقین ہے کہ customer services centres ہر utility company کے ہوتے ہیں، ممکن ہے یہاں پر بھی اس طرح کے centres ہوں، چونکہ اتنے زیادہ نظر نہیں آتے ہیں تو اس کے لئے ہم جاننا چاہیں گے کہ یہ customer centres ہمارے پورے ملک میں کتنے ہیں اور وہاں پر ان کا انتظام کیا ہے ؟ دنیا کے ہر مہذب ملک میں ایسا ہوتا ہے اور میں آپ کو یہ بھی بتاؤں کہ کراچی کی کچھ NGOs نے یہ کیا ہے ، میں بھی ان میں شامل تھا کہ وہاں پر جب بھی کوئی شکایات آتی ہیں تو ان کو ریکارڈ کیا جاتا ہے ۔ اگر ریکارڈنگ ہوتی ہے اور لوگوں کو پتا ہے کہ customer centres پر ریکارڈنگ ہو رہی ہے اور یہ بڑے افسر سنیں گے تو ان کا رویہ بہتر ہوتا ہے۔ پھر اس کی ریکارڈنگ پر کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں ' اس سلسلے میں بھی مجھے یقین ہے کہ وزیر صاحب خیالات کا اظہار فرمائیں گے ۔

جناب والا! کرپشن تو میرے خیال میں اب تک ملک میں چل رہی ہے ۔ واپڈا کے کرپشن کے بہت سارے کیس سامنے آئے ہیں۔ ہم جاننا چاہیں گے کہ کتنے cases پکڑے گئے ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے۔ مجھے یقین ہے ان خیالات کا جب وہ اظہار فرمائیں گے اور ان کے خلاف اقدامات اٹھائیں گے تو واپڈا کی کارکردگی بہتر ہوگی اور جب بہتر ہوگی تو عوام کو سہولت ہوگی ۔ چونکہ ہم عوام کے نمائندے ہیں، ہم سے وہ روزانہ پوچھتے ہیں کہ ہمارے لئے آپ کیا کر رہے ہیں تو آج ہم وزیر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ وہ عوام کے لئے کیا کریں گے ۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا جو سیاسی اور administrative تجربہ ہے ' اس کو سامنے رکھتے ہوئے ہم توقع رکھتے ہیں کہ اگلے مہینوں میں وہ سارے اقدامات کریں گے اور عوام ہم سے سوالات کم کریں گے اور خوش رہیں گے ۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Thank you. جی محترمہ رزینہ عالم صاحبہ ۔

مسز رزینہ عالم خان: شکریہ چیئرمین صاحب! آپ نے مجھے وقت دیا۔ سب سے پہلے میں بھنڈر صاحب کو بہت مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں بہت ہی اچھا topic آج ایوان میں پیش کیا ہے تا کہ ہم سب اس پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ بہت سے points میرے معزز ساتھیوں نے کہہ دیئے ہیں تو میں ان کو دہرانا پسند نہیں کرونگی۔ میں subsidy کے حوالے سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے بجٹ کا ایک بڑا حصہ جو کہ غالباً چھ بلین تھا جو واپڈا کو subsidy دی گئی۔ واپڈا ایسے اقدامات کیوں نہیں کرتا کہ ان کے resources اتنے ہوں کہ وہ خود اپنے اخراجات پورے کر سکیں اور اخراجات کی cost per unit ہے یا جو بھی ان کی فضول خرچیاں، جس کا ابھی ہمارے معزز ارکین نے ذکر کیا، وہ کم ہوں اور یہ subsidy حکومت کو نہ دینی پڑے۔ ہمارا ملک غریب ہے۔ ہمارے بہت سے مسائل ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں۔ یہی رقم اگر غربت کو دور کرنے میں خرچ کی جائے یا کسی اور مسئلے کو حل کرنے میں خرچ کی جائے تو وہ اس سے بہتر ہو گی جو واپڈا کو subsidy دی جاتی ہے۔

میری دوسری اور آخری بات یہ ہے کہ ہماری جو industries ہیں ان کی بجلی سستی کرنے کا کوئی plan یا کوئی منصوبہ واپڈا کے پاس ہے تو اس پر ضرور عملدرآمد کیا جائے کیونکہ ہماری cost per unit جو ہمارے industrial products کی ہے، اس کے زیادہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ جو لوگ بیان کرتے ہیں یا جو industrialist بیان کرتے ہیں وہ بجلی کا مہنگا ہونا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اب وہ وقت آ گیا ہے۔ WTO کا دور شروع ہونے والا ہے تو اگر ہماری بجلی سستی ہو جائے تو ہماری cost per unit پر بہت فرق پڑ سکتا ہے اور خاص طور پر industries کے لیئے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ مسز عالم خان صاحبہ۔ گلزار صاحب۔

جناب گلزار احمد خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب! میرے دوستوں نے کافی حد تک واپڈا کے متعلق بیان کیا۔ میں اس کی repetition نہیں کر چاہتا۔ کافی دکھی چیزیں بتائی ہیں اور عوام کے ساتھ اس کا تعلق اور ان کے مسائل جتنے بھی ہیں وہ بتائے ہیں۔ اس سے ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ واپڈا یا بجلی ہمارے عوام کی ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔ اس کے

لئے تین چیزیں میں نے نوٹ کی ہیں جو ان ساری باتوں سے سامنے آئی ہیں۔ ایک بدعنوانی، ایک بد اعتدالی اور ایک economical کمزوری۔ یہ تین چیزیں ہیں جس کی وجہ سے واپڈا جیسی بڑی organization اور اتنا بڑا محکمہ خراب ہو رہا ہے اور عوام کو تکلیف ہو رہی ہے۔ میں یہ تجویز پیش کرونگا وزیر صاحب کو کہ اس بدعنوانی اور بداعتدالی کے لیے ایک think tank بنایا جائے اور ایک economical viability کے لیے بنایا جائے۔ یہ ایک آدمی کا کام نہیں ہے۔ یہ ساری باتیں جو ہوئی ہیں ان کو کوئی بھی پاکستان میں پچاس سال میں بھی ٹھیک نہیں کر سکتا لیکن آپ کچھ ایسے expertلوگ اندر ڈالیں جو خواہ مخواہ چیزوں کو بیچ میں لائیں اور ان میں جو تکلیف دہ چیزیں ہیں ان کو نکالیں یہ میں بتاؤں کہ بد اعتدالی اور بدعنوانی fifty percent ہے اور fifty percent جو ہے economical کمزوری ہے۔ تو اگر fifty percent ٹھیک ہو جائے تو fifty percent سے اگر دس پندرہ percent بھی economical کمزوری ٹھیک ہو جائے تو میرے خیال میں بہت سے مسئلے حل ہو سکتے ہیں۔ Thank you sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین : Thank you Gulzar Sahib. امجد عباس صاحب۔ " دکان اپنی بڑھا گئے" تنویر خالد صاحبہ۔

مسز تنویر خالد : ایک suggestion یہ ہے کہ ہماری utility facilities authorities جو public کو utilities provide کرتی ہیں، ان میں عوامی نمائندے، probably ہر ایک authority میں دو دو عوامی نمائندے رکھے جائیں جو honorary ان کے ساتھ رہیں گے اور عوام کے زیادہ قریب رہیں گے۔ ان کے official لوگ تو اپنے کاروباری کام کرتے ہیں لیکن عوامی نمائندے ان کے ساتھ رہیں گے، دیکھ بھال کریں گے، ان کو مشورے دیں گے ۔ یہ ایک میری suggestion ہے۔ دوسری میری suggestion یہ ہے کہ جہاں ہمارے ملک میں بجلی کی اتنی کمی ہے تو ہم ان وسائل پر سوچیں کہ بجلی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ وہ وسائل کام میں لائے جائیں۔ We should generate electricity تاکہ ملک کو زیادہ سے زیادہ اور سستی بجلی ملے۔ Thank you جی۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Anybody wants

to speak.

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: جناب چیئرمین! ہم اگر پچھلے ایک سال کے نتائج پر غور کریں تو ہم کچھ بھی نہیں کر پائے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ اپوزیشن کا عدم تعاون ہو، پھر بھی غور کریں تو پرویز مشرف صاحب اور جمالی صاحب کی عاجزی دیکھ دیکھ کر قوم تنگ آ چکی ہے حالانکہ یہ دونوں بیچارے اپنے طور پر پوری طرح سے تگ و دو میں مصروف ہیں کہ حالات بہتر ہو جائیں۔ شوکت عزیز صاحب نے economy کو بہت بہتر کر دیا۔ زبیدہ جلال تعلیم کے شعبے کو بہت آگے بڑھا رہی ہے۔ گو کہ ہر محکمے میں بہتری کی طرف یہ لوگ مائل ہیں اور آئندہ پانی کی قلت کے خطرے سے یہ جو ڈیمز بنانے کا سوچ رہے ہیں، خدا نہ کرے اگر یہ ڈیم وقت پر نہ بنے تو ایسا قحط آئے گا کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں۔

خارجہ پالیسی پر لوگ اعتراض کر رہے ہیں کہ انڈیا سے پاکستان دوستی کا ہاتھ کیوں بڑھا رہا ہے؟ وہ نہیں جانتے کہ ایک جنگ وطن کو ۱۰۰ سال پیچھے دھکیل دیتی ہے اور اتنی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں کہ آنے والی نسلیں یاد کر کے آہیں بھرتی رہتی ہیں۔ جب کوئی کھلاڑی کھیل رہا ہوتا ہے تو ہم واہ واہ کر رہے ہوتے ہیں، ہم یہ نہیں دیکھتے کہ وہ کن مسائل سے گزر رہا ہے۔ اسی طرح ہمارے سینیئر سیاستدان ہیں، ان پر سارا دن criticism کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔ نکتہ چین یہ نہیں جانتے کہ وطن کی خاطر وہ کس کس طرح کے مسائل سے گزر رہے ہوتے ہیں؟ اگر قوم کچھ دیر سکون سے ان کا کھیل دیکھ لے تو مجھے امید ہے کہ وہ وطن کی ڈانواں ڈول کشتی کو طوفان سے باہر نکال کر لے آئیں گے۔ ہم Prime Minister صاحب کے بھی بہت مشکور ہیں کہ انہوں نے ہمیں اپنے علاقے کی مدد کے لئے مالی امداد دی ہے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ یہ ہمارے لئے بارش کا پہلا قطرہ ہوگا اور ہماری یہ دعا ہے کہ آئندہ خدا ہمارے علاقوں کو سیراب اور شاداب رکھے۔ روز اخباروں میں پڑھتی ہوں کہ غربت اور مہنگائی موجودہ حکومت کے زمانے میں بہت بڑھ گئی ہے حالانکہ یہ پرانی حکومتوں کے کارنامے ہوتے ہیں جو آہستہ آہستہ رنگ لاتے ہیں اور موجودہ حکومت کے اوپر الزام لگ جاتا ہے۔ اس وقت ہمارے ملک پر غربت کا جو ایٹم بم گرا ہوا ہے ہمیں اس کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ آپ کو شاید یاد ہو کہ میں نے

پہلی تقریر میں بھی کہا تھا کہ ہمارے ہاں غریب بہت غریب اور امیر بہت امیر ہے۔ کوئی پروٹین کی کمی سے مر رہا ہے اور کوئی پروٹین کی زیادتی سے مر رہا ہے لیکن نقار خانے میں طوطی کی آواز کو کون سنتا ہے؟ یقین جانیئے ان ۱۰ مہینوں میں کسی ایک کو بھی روزگار فراہم نہیں کر سکی ہوں اور اب وہی ہوا جس کا خدشہ تھا' پورے ایک سال میں ایک ہی بل پاس ہوا ہے' وہ یہ ہے کہ اپنی تنخواہیں دگنی سے بھی زیادہ ہو گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، لیکن بات تو واپڈا کی ہو رہی تھی۔

مسز فوزیہ فخر الزمان خان، آپ نے کہا تھا کہ کوئی اور بولنا چاہے تو-------

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، میں نے کہا کہ واپڈا کے اوپر اگر کوئی بولنا چاہے۔

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: اب اس کو بھی ذرا سن لیجیئے اور برداشت کر لیجیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دیکھیں، منسٹر صاحب نے جانا ہے۔

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: تھوڑا سا اور ہے۔ بس ختم ہونے والا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ چھوڑ ہی دیں۔

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: اچھا جی۔ آپ کو یہ topic اچھا نہیں لگ رہا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Minister Sahib, would you like to make the concluding speech?

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں اور خصوصاً بھنڈر صاحب کا کہ وہ ایک اہم موضوع کو آج اس ہاؤس کے فورم پر لے کر آئے ہیں۔ بجلی ہر ایک شخص کی ضرورت بن گئی ہے۔ لازمی بات ہے۔ اگر electricity tariff زیادہ ہو تو لوگوں کو پریشانی ہوتی ہے۔ load management ہو تو اس سے بھی پریشانی ہوتی ہے۔ excessive billings ایک اور مسئلہ ہے۔ مختلف موضوع اور مختلف مسائل پر ہمارے سب دوستوں نے بڑے مفصل طریقے سے اپنے دلائل دیئے۔ میں ان کا مشکور ہوں کیونکہ واپڈا as a utility company اس ملک میں ایک بہت بڑی utility company ہے۔ اس کے ایک لاکھ پچیس ہزار ملازمین ہیں۔ باقی ملکوں میں western countries میں اور اس ملک میں بڑا فرق

ہے ۔ وہاں مختلف companies ہیں جو کہ یہی کردار ادا کرتی ہیں۔ یہاں پر دو utility companies ہیں ایک کراچی کے لئے اور دوسری پورے ملک کے لئے۔ اس کو چلانا' اس میں efficiency پیدا کرنا یہ سب چیزیں غور طلب ہیں اور لازمی بات ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس پر توجہ بھی دی جائے ' اس میں efficiency بھی لائی جائے اور آئندہ کے لئے اس کو ایک efficient utility کے طور پر استعمال کیا جائے۔

Mr.Deputy Chairman: Please hear the Minister.

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: تین چار main issues کی طرف سب ممبرز نے اشارہ کیا ہے۔ ایک tariff بہت high ہے' چاہے وہ domestic ہے' agricultural ہے commercial ہے' industrial ہے ۔ Transmission loss, inadequate supply and repeated failures of the electricity and top heavy management یہ بنیادی نکات ہیں جن کے اوپر بات ہوئی ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی ہمارے ملک میں بجلی کی کمی نہیں ہے۔ وافر مقدار میں بجلی ہے۔ ہمارے اس سسٹم کو کچھ سالوں سے input نہیں دیا گیا جس کی وجہ سے system failure ہوتا ہے ۔ over-load ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے breakdown ہیں۔ یہ میں صرف information کے لئے بتانا چاہتا ہوں۔

Mr.Gulzar Ahmed Khan: Point of Order please.

Mr. Deputy Chairman: Gulzar Sahib please sit down. Please sit down.

منسٹرز جب speech دے رہے ہوں تو please don't interrupt, if you have to say something,--------

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ: میں پچھلی حکومتوں کو بھی تنقید میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ شاید جس وقت یہ IPPS بنائی گئیں I was part of that government میں اس سے اپنے آپ کو مبرا نہیں کرتا لیکن that was the Federal Government ایک policy ہم نے بنائی۔ اس وقت shortage تھی بجلی کی اور انہوں نے یہ محسوس کیا کہ IPPs کے

ذریعے اس کمی کو پورا کیا جائے۔ جس کی وجہ سے جو ابھی ہمارا hydel thermal mix ہے، 70% ہماری بجلی تھرمل سے پیدا ہوتی ہے اور 30% بجلی hydel سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر تفصیل میں جائیں تو اس میں کچھ واپڈا کے اپنے thermal units ہیں اور باقی IPPS ہیں۔ ان سے ہم بجلی لیتے ہیں۔ ان کے ساتھ جو agreements کئے گئے ہیں وہ سارے funds loaded ہیں اور چاہے ہم ان سے بجلی خریدیں یا نہ خریدیں لیکن 60% ہمیں ان کو دینا پڑتا ہے۔ یہ اس وقت international agreement ہوا تھا۔ we can't undo that, these are international agreements ان سے ہم نہیں نکل سکتے، شاید تین ، چار سال بعد یہ tapering شروع ہو جائے گی کیونکہ اس وقت ہم ان کی capital investment ادا کر چکے ہوں گے تو ایک مسئلہ IPPS کا ہے۔

دوسرا میں نے کہا ہمارا سارا انحصار تھرمل پر اور وہ بھی furnace oil پر ہے۔ جب furnace oil کی قیمت بڑھتی ہے تو اس کے ساتھ بجلی کی قیمت بھی بڑھتی ہے ۔ میں آپ کی باقی utilities کی statistics بھی دوں گا کہ ان کی قیمتیں جس percentage سے بڑھی ہیں۔ واپڈا کی prices شاید اس percentage سے نہیں بڑھیں۔ مثال کےطور پر ٹیلیفون ہے ، ہر ایک کو یہ سہولت میسر نہیں ہے ، اگر اس کی قیمت بڑھ جائے یا ٹیلیفون خراب ہو جائے تو لوگوں کا agitation نہیں ہوتا یا frustration نہیں ہوتی جتنی کہ بجلی کی قیمت بڑھنے سے ہوتی ہے یا اگر بجلی کا break down ہو جائے ۔ اسی طرح پی آئی اے کی اگر آپ overall increase دیکھیں تو وہ 55 سے 58 per cent ہے ۔ ریلوے کے تقریباً 69 per cent rates بڑھے ہیں ۔ postage کے ordinary envelope کے 100 per cent ، دوسرے کے 60 per cent گیس کے 107 per cent بڑھے ہیں ۔ petroleum products کے 41 سے 44 per cent, furnace oil کے prices 176 per cent بڑھی ہیں ۔ ٹیلیفون کا line rent 61per cent and local calls rates 48 per cent بڑھے ہیں ۔ بجلی کی قیمتیں صرف 15.5 per cent بڑھی ہیں اور یہ بھی ہم determine نہیں کرتے ، میرے ایک دوست نے کہا کہ NEPRA کے ساتھ مل کر ہم قیمتیں بڑھاتے ہیں، نہیں، یہ ہمارا کام نہیں ہے ، وہ

NEPRA determine کرتی ہے۔

جہاں تک میرے ایک دوست نے کہا کہ اگر furnace oil کی prices کم ہو جائیں تو ہم کم نہیں کرتے، نہیں ' fuel adjustment NEPRA ہی کرتی ہے۔ اگر fuel کی قیمت ہو تو اس لحاظ سے قیمت بھی کم ہوتی ہے۔ بجلی کی قیمت وہ quarterly determine کرتے ہیں ' اس لحاظ سے ہم اس پر عمل کرتے ہیں اور اس سے بجلی کی قیمت میں کمی یا زیادتی ہوتی ہے ۔ اگست میں جو بجلی کے نرخ تھے اور اب نومبر میں جو ہیں ' اس کے متعلق میں آپ کو بتا دوں کہ اگر اس وقت 50 units کا bill 134 تھا تو اب 130 ہے ' ابھی اس میں چار پیسے کی کمی آئی ہے۔ اس سے پہلے موجودہ حکومت جب اقتدار میں آئی تو اس نے پہلا قدم جو اٹھایا اور جو welcome کیا گیا' بجلی کی قیمت بارہ پیسے فی یونٹ کم کی گئی، بجلی کی قیمت میں کمی لائی گئی۔

اسی طریقے سے ابھی industrial units کی قیمت پہلے 511 paisas per unit تھی۔ اب 500 paisas per unit ہوگئی ہے اس میں گیارہ پیسے کی کمی آئی ہے ۔ commercial tariff میں بھی کمی آئی ہے ۔ اس لحاظ سے ہم نے بجلی کی قیمتوں میں کچھ کمی کی ہے لیکن this depends on the cost of fuel بنیادی چیز یہ ہے کہ اسی سے ہم قیمتیں determine کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ NEPRA نے تین چار دفعہ determination بھی کی تو اس میں بھی حکومت نے وہ سب consumer کو pass on نہیں کیا ' اس میں سے گورنمنٹ نے کچھ subsidy absorb کی اور کچھ consumer کو pass on کی ہے ۔ جو کچھ آپ چاہتے ہیں لازمی بات ہے حکومت بھی یہی چاہتی ہے جیسا کہ بابر صاحب نے کہا کہ ہم لوگوں کے ووٹوں سے elect ہو کر یہاں آئے ہیں اور یہ لوگوں کا ایک بڑا اہم مسئلہ ہے ۔ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلے کے لیے کوئی ایسا طریقہ نکالیں کہ لوگوں کو اس میں سہولت مل سکے تو موجودہ حکومت نے اور میں نے خود سارے اعداد وشمار کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے لیے ایک task force constitute کی ہے ۔ امید ہے جب tariff rationalization ہو جائے گی۔ انہوں نے تقریباً رپورٹ تیار کر لی ہے لیکن چونکہ واپڈا میں change آئی ہے تو ہم نے کہا کہ آپ نئے چیئرمین کے ساتھ بھی اس پر ضرور discussion کریں اور ایک final report ہمیں

دیں۔ جس سے short term measures جو ہم لینا چاہتے ہیں' جو medium term اور long term measures ہم لینا چاہتے ہیں' ہمیں تجاویز دیں۔ across the board اس میں پارلیمنٹیرین بھی ہیں۔ eminent technocrate اور businessmen بھی ہیں۔ ان سب پر مشتمل ایک task forec کا تعین کیا گیا ہے۔ جب یہ رپورٹ ہمیں دے گی اور لازمی بات ہے اس میں جہاں بھی relief کی ضرورت ہوگی' میں اس سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ industries کو relief دینی چاہیئے اور اس کے لیے ہمارے پاس جو spare electricity ہے lean period میں اس کو استعمال کریں تو اس سے انڈسٹری کو فائدہ بھی پہنچے گا اور cost of production میں بھی کمی آئے گی۔

اسی طریقے سے ٹیوب ویل کے لیے بھی' گو ہم خصوصاً بلوچستان میں تو ٹیوب ویل سے flat rate پر چار ہزار روپے فی مہینہ وصول کرتے ہیں۔ سرحد اور سندھ میں بھی comparatively کم ہے۔ پنجاب کے کچھ حصوں میں بھی کچھ کم ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ زراعت کو بھی ہم relief دیں لیکن اس کو over all context میں دیکھنا چاہیئے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ بڑا rightly point out کیا گیا ہے کہ ٹیوب ویل کے connection میں مشکلات ہیں۔ ان کا فارم بڑا lengthy ہے۔ یہ سب چیزیں ہم محسوس کرتے ہیں لیکن اس کو بھی ہم نے دیکھنا ہے کہ بہت زیادہ ٹیوب ویل لگیں گے تو آپ کے under ground water resources بہت ہی کم ہیں۔ جو چار پانچ ملین ایکٹر feet پانی ہے۔ اس کو ہم بہت حد تک ٹیوب ویل کے ذریعے سے utilize کر چکے ہیں۔ اگر اس کا recharging نہ ہو تو یہ بذات خود agriculture کے لیے اور farming community کے لیے مشکل ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کو بھی ہمیں مدنظر رکھنا چاہیئے کہ ہم کس طریقے سے اس میں balance پیدا کر سکیں۔

میں اس ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک rates کا تعلق ہے' تو جیسے ہی یہ task forec tariff rationalization کی report آئے گی تو ہم اس کو study کرکے اس کے بعد جو بھی ہو سکے گا اس کو اس ہاؤس میں پیش کرینگے۔ ہم لوگوں کو' چاہے وہ domestic consumers ہیں' چاہے وہ agriculture consumers ہیں' چاہے وہ

commercial consumers ہیں چاہے وہ industrial consumers ہیں' ان کو relief دے سکیں تاکہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو اور یہ ایک مسئلہ ہے جس پر ہم سنجیدگی سے سوچ رہے ہیں۔انشاء اللہ اس کے اچھے اثرات آئیں گے تاکہ ہم اس کو rationalize کر سکیں۔

دوسری بات جس پر ہم زور دے رہے ہیں۔وہ ہائیڈل potential پر ہے ۔اب غازی بروتھا کا پراجیکٹ on line آ گیاہے جس سے 1450 میگاواٹ بجلی پیدا ہوگی اور یہ چونکہ سستی بجلی ہے تو اس سے بہت حد تک ہم چاہتے ہیں کہ rates میں pass on کریں۔

اس کے علاوہ کوہستان میں چار projects پر کام شروع ہے ' منگلا raising سے بھی تقریبا 180 میگاواٹ بجلی پیدا ہوگی ' جناح بیراج پر hydel project لگ رہا ہے اس سے بجلی پیدا ہوگی' گومل زام سے بجلی پیدا ہوگی' چترال میں گولن گول ہے اس پر ابھی ہم کام شروع کر رہے ہیں ' اس سے بجلی پیدا ہوگی۔ ہماری generation کی پالیسی پہلے سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ اب ہم اپنے indigenous resources پر انحصار کر رہے ہیں۔ 2002 میں بنائی گئی پالیسی میں ہمارا انحصار indigenous resources پر ہے ۔

اسی طریقے سے واپڈا کے power stations جو furnace oil سے کام کر رہے تھے ان کو ہم گیس میں convert کر رہے ہیں ۔ اسی طریقے سے ہم IPPS کو بھی encourage کر رہے ہیں کہ اگر وہ اپنے units gas میں convert کریں تو اس کے بعد ہم دوبارہ ان کے ساتھ tariff determination یا tariff negotiations کریں گے تاکہ ان کے rates بھی کم ہوسکیں اور hydel سے جو بجلی پیدا ہوگی اس کے rates بھی کم ہوں گے۔ ساتھ ہی ساتھ coal پر بھی ہم توجہ دے رہے ہیں۔ انشاء اللہ تین تین سو میگاواٹ کے دو units پر کام شروع ہے ۔ ان کو مکمل ہونے میں تین چار سال لگ جائیں گے ۔ ان سے پیدا کی گئی بجلی کی cost بھی کم ہو گی ۔ ان سب کو سامنے رکھتے ہوئےہم consumers کو substantial relief دےسکیں گے تاکہ ہمارا ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

ہم جس overall policy پر انحصار کرنا چاہتے ہیں وہ میں نے عرض کر دیا ۔اب میں transmission losses کی طرف آتا ہوں ۔ یہ ضروری ہے کہ میں اس کے متعلق وضاحت کروں ۔ یہ جو تاثر ہے کہ پانچ سال پہلے transmission losses 40 per cent تھے اور اب

اس کو چھبیس فیصد پر لایا گیا ہے ، یہ پانچ سال پہلے بھی ستائیس فیصد تھے، اب بھی تقریباً وہی ہیں ۔ اس میں اتنا فرق نہیں آیا ۔ یہ ہم محسوس کرتے ہیں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ transmission losses میں کمی ہو ۔ اس کا زیادہ انحصار بجلی کی چوری پر ہے چونکہ revenues سے ہم یہ determine کرتے ہیں تو بہت سے علاقوں میں ، بہت سی ایسی distribution companies جہاں پر یہ سلسلہ موجود ہے اور کوشش کے باوجود بھی اس میں ابھی تک کمی نہیں لائی جا سکی۔ آپ واپڈا والوں سے معلوم کریں کہ آپ کی کارکردگی کیا ہے تو کہتے ہیں کہ اتنے ہزار لوگوں کو ہم نے نوکریوں سے نکال دیا ۔ یہ positive بھی ہے اور negative بھی ہے in the sense کہ لوگوں کو نکالنا ہمارے لئے مفید نہیں ہے ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اس کو reform کریں اس طریقے سے کہ ہمارے جو لوگ چوری میں ملوث ہیں کو ان کنٹرول کیا جائے ۔ نواز شریف صاحب کے وقت میں انہوں نے خود محسوس کیا کہ ہم اس کو کنٹرول نہیں کر سکتے اور اسے آرمی کے حوالے کیا گیا اور لازمی بات ہے کہ اس وقت اس تعداد میں لوگ تھے جو monitor کرتے تھے تو اس میں فرق آیا تھا لیکن آپ اس لحاظ سے اس پر انحصار نہیں کر سکتے تھے کہ حوالدار اور صوبیدار کے لیول پر بھی ہم آرمی کے لوگوں سے یہاں پر کام لیں ۔ ایک حد تک کام لیا لیکن میں اب بھی کہتا ہوں کہ line losses میں کمی لانے میں ہم زیادہ کامیاب نہیں ہوئے اس لحاظ سے کہ ایک تو ٹیکس نمبر دو 'the system سسٹم کو upgrade کرنے کی بھی ضرورت ہے اور دو سالوں سے یہ سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ پچھلے سال بھی تقریباً چار بلین واپڈا میں اور KESC کے لئے ایک علیحدہ 14 billion کا plan بنایا گیا ہے جس پر یہ فنڈ پانچ سال کے دوران خرچ ہو گا تاکہ system develop ہو سکے۔ اس میں transformer, conductors شامل ہیں۔ اس کے ساتھ اس کا ایسا design کرنا ہے تاکہ چوری نہ ہو سکے۔ یہ سب چیزیں اس plan میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں transmission lines کی ضرورت ہے ۔ یہ چیزیں inputs میں آتی ہیں۔ واپڈا یہ سب کچھ اپنے resources سے کر رہا ہے۔اس سال ہم نے یہ خصوصی ہدایت دی ہے کہ system کو improve کرنے کے لئے اس پر زیادہ سے زیادہ خرچہ کیا جائے۔ اس سال اس پر 4-1/2 سے 5 ارب روپیہ تک لگایا جائے گا تاکہ system کو sustain کیا جا سکے۔ اس میں

نئے conductors اور transformers لگیں گے جس سے losses میں ضرور کمی آئے گی۔

میں آپ کے علم میں یہ بھی لانا چاہ رہا ہوں کہ unbundling of WAPDA کا کام بھی 3-1/2 سال سے شروع ہے۔ ابھی مختلف distribution companies, generation companies اور transmission companies ہیں اور یہ اپنا الگ کام کر رہی ہیں and they will be hopefully privatized. فیصل آباد Electric Supply اور جام شورو، یہ دونوں privatization تکمیل کے مراحل میں ہیں۔ اس سلسلے کو ہم آگے بڑھا رہے ہیں۔ اس کے بعد پشاور Electric Supply ہے۔ ہم اس کو private sector میں لے جا رہے ہیں تاکہ اس کو efficient طریقے سے چلایا جا سکے۔ اس میں کچھ problems بھی ہیں جن پر ہم غور کر رہے ہیں کہ جب یہ privatize ہو جائیں تو uniformity operates throughout the country ایسا نہ ہو کہ ایک میں کم rate ہو اور دوسرے میں زیادہ rate ہو۔ اس چیز کو حاصل کرنے کے لئے طریقہ نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اب ہر ایک distribution company نے علیحدہ licence کے لئے apply کیا ہوا ہے۔ وہ determination کے لئے NEPRA کو apply کرتے ہیں اور NEPRA ہی اس سارے سلسلے کو efficient بنانے کے لئے regulate کر رہی ہے۔

جناب والا! جہاں تک ہمارے revenue generation کا تعلق ہے، اس میں بلا شبہ اضافہ ہوا ہے، لیکن جو ہم IPPS کو pay کر رہے ہیں اس میں بھی بہت اضافہ ہوا ہے۔ مثلاً 1998 میں ہم 53 billion IPPS کو pay کرتے تھے، اب ہم 114.9 billion IPPS کو دے رہے ہیں۔ واپڈا کے جو اپنے power plants ہیں اس پر پہلے fuel کے لئے 22 billion کا خرچ آتا تھا اب 39.7 billion آتا ہے۔

جناب والا! یہ سب ایسے خرچے ہیں جنہیں ہمیں برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس کے لئے ابھی کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ صوبہ سرحد کو net hydel profits 6 billion دیا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں آپ اگر O&M کو دیکھیں۔ یہ 1998 میں 14.8 billion تھا لیکن اب with its expansion, it is 19.3 اس کو if you convert it into paisas تو 1998 میں اس کی cost 7.5 paisa تھی، ابھی 40 paisa پر ہے۔ اس وقت اس کا total 12% تھا اب

وہ 9% ہے۔ اس لحاظ سے O&M کے cost کو کسی حد تک control کر لیا گیا ہے۔

جناب والا! اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس کو improve کیا جائے۔ میرے بہت سے دوستوں نے میٹرز کے بارے میں شکایات کیں کہ جو نئے میٹرز ہیں وہ تیز چلتے ہیں۔ میں جب ڈیرہ اسمٰعیل خان گیا تو انہوں نے کہا کہ جی یہ گھوڑا میٹرز لگے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ گھوڑا میٹرز کیا ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تیز چلتے ہیں، گھوڑوں کی طرح تیز دوڑتے ہیں۔ اس کے لئے نیشنل اسمبلی میں بھی سوال آیا ہے اور ہم نے ابھی جو نئے چیئرمین آئے ہیں ان کو یہ پہلے ہدایت کی ہے کہ independent طریقے سے ' WAPDA سے نہیں ' یہ میٹر چیک کرائے جائیں کہ آیا واقعی یہ تیز ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے تو we want to know the facts. وہ کہتے ہیں کہ واپڈا کی طرف سے، لیکن still I want to conduct this test تاکہ پتا چل سکے، پوری قوم کو پتا چل سکے کہ آیا یہ صحیح کام کر رہے ہیں یا نہیں اور اس کا جو بھی نتیجہ ہو گا میں آپ کے سامنے ضرور پیش کروں گا۔

جہاں تک management کے جو expenses ہیں وہ top heavy ہیں جو آپ نے کہا۔ وہ تو میں نے بتا ہی دیا کہ O&M کی cost میں کمی آ رہی ہے تو ہم کوشش یہی کریں گے کہ اس میں اور بھی زیادہ کمی لا سکیں تاکہ over heads کم ہوں اور ہمیں فائدہ ہو۔ ایک بات جو کہ government taxes کے بارے میں ہوئی۔ یہ حقیقت ہے کہ

we collect GST, we collect income tax and we collect withholding tax but this is not on the domestice consumers. This is on the commercial and the industrial consumers and we collect about 30 billion for the government and that is for the government to decide but I think

جہاں تک اور جب تک government کی پالیسی اس پر change نہیں ہوتی تو withholding tax ان کو واپس مل جاتا ہے، لیکن یہ ایک مسئلہ ہے جس پر ہم چاہتے ہیں کہ government ہی decision لے۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Let him finish please.

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: اب بابر صاحب کہہ رہے ہیں گھر پر آ رہا ہے۔ اس میں mention ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ deduct بھی ہوتا ہے۔ وہ mention ہوتا ہے کہ اتنا GST یا withholding tax یا جو بھی ہے، پھر اس کے بعد وہ بل سے واپس deduct ہو جاتا ہے۔

That is just a procedure.

Mr. Deputy Chairman: Minister sahib please address the Chair.

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: مجھے honourable members کی support کی بھی ضرورت ہے۔ جہاں تک power theft کا سوال ہے اور جہاں تک mismanagement کا سوال ہے I want support of both the Houses. ممبران ہمیں نشاندہی کریں، ہماری مدد کریں۔ کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں پر زیادہ theft ہو رہی ہے تو وہاں پر میں جانے کے لئے تیار ہوں۔ ممبر صاحبان ہمارے ساتھ ہوں تاکہ ہم لوگوں کو سمجھا سکیں کہ this is a national duty. We have to help the country. اور یہ بات بالکل صحیح ہے کہ جنہوں نے میٹر لگائے ہوئے ہیں وہ تو bill pay کر رہے ہیں اور جنہوں نے میٹر نہیں لگائے ہوئے ہیں اور hook سے کام چلا رہے ہیں تو شاید جو اضافی بل ہے وہ ان کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے کیونکہ SDO تو ڈر رہا ہوگا کہ جی اس فیڈر سے اتنی power جا رہی ہے اور اگر میں revenue collect نہیں کروں گا تو میرے لئے problem ہوگی۔ تو اس میں ممبران کی خصوصاً ہمیں حمایت کی ضرورت ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کی support ہو۔ یہ ہمارے ساتھ مدد کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس organization کو بہتری کی طرف لے آئیں گے۔ یہ منسٹری جب مجھے offer ہوئی تو دوستوں نے مجھے کہا کہ اس میں بہت سے مسائل و مشکلات ہیں۔ آپ اس وزارت کو کیوں لے رہے ہیں۔ تو میں نے ان کو کہا کہ اگر میں نہیں لیتا تو کوئی دوسرا اس کو لے گا let us take it as a challenge and let us do something; اگر اس میں ہم کچھ بہتری لا سکیں that will be for the betterment of the country. Let me assure you that

the President of Pakistan and the Prime Minister are both concerned on this.

اور بار ہا کہہ چکے ہیں - ہم سب اسی مقصد کی طرف جا رہے ہیں کہ اس میں بہتری آئے اور یہ اتنی مدت کے بعد ابھی جو ہم نے یہ process شروع کیا ہے - سال ہو گیا ہے - ہمیں وقت دیں ہم چاہتے ہیں کہ اس میں بہتری آئے اور انشاء اللہ تعالیٰ بہتری آئے گی - واپڈا اور کیسکو دونوں میں بہتری آئے گی - ہمیں اس کی کوئی چاہت نہیں - ہم اس سسٹم کو بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کو سہولتیں دی جا سکیں - اس میں آپ human errors کو نظرانداز نہیں کرسکتے - یہ میں نہیں کہتا کہ سب metre readers ایماندار ہیں - یہاں جو باتیں کی گئی ہیں I don't contradict that بالکل اس سسٹم میں خامیاں ہیں - لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اس کو بہتری کی طرف لے آئیں - یہ بہتری ملک کی بہتری ہوگی - I assure this House that from time to time جو یہاں باتیں ہوں گی یا جو ہمارے مسائل ہیں ان کو ہم یہاں پیش کریں گے تاکہ اس پر debate ہو - کیا اچھی بات ہوتی کہ آج یہاں اپوزیشن کے ممبرز بھی ہوتے اور ہم ان کو بھی سنتے -

میں اپنے ممبرز کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بڑے اچھے طریقے سے تجاویز پیش کیں اتنے زیادہ تو شاید وہ نہیں کرسکتے تھے لیکن this is a part of democracy ، اگر وہ ہوتے تو ہم ان سے بھی مستفید ہوتے اور اس سسٹم کو بہتر بنا سکتے -

ایک بات بورڈ کے متعلق اٹھائی گئی - اس ضمن میں قرارداد بھی ہے - میں اس پر جواب دیتا لیکن اگر آپ چاہیں تو ضرور بورڈ میں بھی elected representatives ہوں گے تاکہ ان کو feed back مل سکے - جیسے task force میں ہم نے منتخب نمائندوں کو شامل کیا ہے - ابھی چونکہ اس کی completion ہے ورنہ میں ضرور یہاں سے بھی درخواست کرتا کہ ہمارے ایک دو ممبرز اس میں بیٹھ جائیں - وہ اگر چاہتے ہیں تو they can share views with them اور اس کو ہم بہتر کرسکتے ہیں - چونکہ I know a lot can come from here and that is going to the goal to make WAPDA more efficient, to reduce tariffs, to reduce the complaints,to give more facilities to the agriculture

sector. I know Baluchistan چونکہ وہاں پر علاقہ بڑا وسیع ہے ۔ transmission لائن جتنی بھی لمبی ہوگی تو پھر line losses زیادہ ہوں گے ۔ ہم نے ابھی ایران سے بھی بجلی import کی ہے ۔ یہ اسی لئے کہ وہ ہمیں زیادہ viable پڑ رہا تھا ۔ ہم اس کو استعمال کر رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کو بہتر طریقے سے چلائیں ۔ لیڈر آف دی ہاؤس نے مجھے تجویز دی کہ واپڈا کے ممبر پاور کو یہاں بلانا چاہیے تھا ۔ this is a point sir,I can assure you that all will be discussed at the highest forum with WAPDA. اور ان سے میں ایک time limit کے اندر result oriented solution مانگوں گا تاکہ ہم اپنے ممبرز کو مطمئن کرسکیں اور ان کی وساطت سے عوام کو مطمئن کرسکیں۔ اسی طریقہ سے ہم اس میں بہتری لا سکیں گے ۔ یہ میری معروضات تھیں، میں آپ کا بہت مشکور ہوں ۔

Mr. Deputy Chairman : Thank you very much Mr. Aftab Khan.

تشنگی ان کی دور ہوئی یا نہیں مجھے اس کا پتہ نہیں

There is no scope for discussion on this subject after Minister has spoken. You have heard him, if they have any further question, queries come through questions or adjournment motion please. Item 27 stands in the name of Prof. Khurshid Ahmed. Prof khurshid is not here so it goes to dust. Next item is 28. Muhammad Ali Durrani sahib. Durrani Sahib .....

(interruption)

Mr. Deputy Chairman : Please sit down. When I am talking, please sit down, please sit down.

میری بات تو سنیں، درانی صاحب منسٹر بھی نہیں ہیں اور موڈ میرا خیال ہے ہاؤس کا بھی ایسے ہی ہے کہ اسے adjourn کر دیں۔

جناب محمد علی درانی : ٹھیک ہے جناب۔

Mr. Deputy Chairman : The House is adjourned to meet again

on 10, December at 17.30. (5.30) in the evening.

[The House then adjourned to meet at 5.30 p.m. in the evening on Wednesday , the 10th December, 2003]